digest library.com

Scanned with CamScanner

پیاری باجی السلام علیکم!
امید کہ آپ بخیریت سے ہوں گی۔ میں بھی الحمد للہ خیریت سے ہوں اور اپنے محبوب رسالہ "پاکیزہ آنچل" کے لیے ایک تحریر "میں اپنی وفائیں دیتا ہوں" لے کر حاضر ہوں۔ امید ہے آپ کو پسند آئے گی اور رسالے کی کسی قریبی اشاعت میں جگہ پائے گی۔
مجھے آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ خالد بھائی کو سلام عرض ہے۔

فقط
آپ کی بہن
لاریب مومن (بھیونڈی)

ہال میں داخل ہوتے ہی اس کے پیر گویا زمین نے پکڑ لیے تھے۔ جب ہی تو وہ بت بنا کھڑا اپنے باس طفیل حمادی کو دیکھ رہا تھا جو اس کی فیملی کے افراد کے درمیان گھرے بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ باس کے اور اس کے گھر والوں کے انداز بتا رہے تھے کہ وہ سب آپس میں کتنے بے تکلف ہو چکے ہیں......

"آخاہ۔ میاں روشان! بچوں کیوں بنے ہیں آپ؟" اور قبل اس کے کہ وہ کچھ سوچتا سمجھتا یا حیران ہوتا امان بھائی نے آواز لگائی تھی۔

"یہ باس میرے گھر میں کیوں اور کیسے؟" وہ سوچتا ہوا ان سب کے قریب آ رکا تھا۔

"یہ ہے ہماری فیملی کا سب سے چھوٹا چراغ روشان بیگ"۔ دادا جی نے تعارف دیا تھا۔

"چراغ چھوٹا ہے مگر روشنی سرچ لائٹ جتنی ہے"۔

"اور کرنٹ بھی 440 وولٹ کا مارتا ہے"۔

"کبھی کبھی موڈ میں ہو تو کرنٹ مارے بغیر بھی بات کر لیتا ہے"۔ بھائیوں کے شریر شریر جملے آئے تھے دادا جی کے تعارف کے ساتھ۔

"میں جانتا ہوں روشان کو۔ ہم ایک ساتھ کام کرتے ہیں"۔ باس نے انکساری دکھائی تھی۔

"یہ میرے باس ہیں"۔ اس نے فوراً سے پیشتر کہنا ضروری سمجھا کہ مبادا وہ سب لوگ مزید فری نہ ہو جائیں باس سے۔ مگر اس کے کہنے کا خاطر خواہ اثر نہ ہوا تھا کیونکہ ذیشان بھائی بڑی شان سے فرما رہے تھے۔

"تم نہ بتاتے تب بھی ہم انہیں ہی باس سمجھتے کہ تمہاری صورت ایسی ہے ہی نہیں جو تمہیں "باس" سمجھا جائے۔ سمجھے بے بوا"۔ انہوں نے ہنستے ہوئے اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔

"واٹ ربش"۔ حسب عادت وہ "بوا" پر برا سا منہ بنا کر رہ گیا تھا۔ "یہ یہاں کیسے پہنچ گئے؟" ذیشان سے پوچھتا ہوا ان کے بازو میں بیٹھ گیا تھا۔

"دادا جی کی بدولت"۔ عمران بھائی نے بتایا۔

"یہ کارنامہ دادا جی ہی کر سکتے تھے ورنہ کہاں مسٹر طفیل حمادی اور کہاں میری فیملی چوں چوں کا مربہ"۔ حسب عادت وہ چڑچڑا ہو رہا تھا۔

"اوئے اس چوں چوں کے مربہ کے تم سب سے چھوٹے اور نایاب چوں چوں کیوں بھائیو؟" امان بھائی اشارٹ ہوئے تھے۔

"پلیز باس کے سامنے میرا فالودہ مت بنائیے۔ بوا شبوا کہہ کر۔ امی کہتی ہیں کافی ہے۔ آپ لوگوں کو امی بننے کی ضرورت نہیں ہے"۔

"یار کبھی تو مرچی کھائے بغیر بولا کرو"۔ تینوں بھائیوں پر اس کی چڑچڑاہٹ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"یار یہ تو عمر بھر مرچی چباتا رہے گا وہ بھی کولہا پوری"۔

"ہاں۔ یہ تو طے ہے کہ موصوف پیدا جو کولہا پور میں ہوئے ہیں"۔

"یار چچا جان نے بھی پتہ نہیں کیا سوچ کر اس

novel
Scanned with CamScanner

digest library.com

کی پیدائش کے وقت بی جان کو ابا بورٹ ان کے میکے بھیج دیا تھا۔ نہ بھیجتے تو ہماری ہی طرح میاں روشان بھی ''بمبئی'' میں پیدا ہوئے ہوتے اور ہماری ہی طرح کل میٹھی میٹھی بول رہے ہوتے''۔

حسب سابق تینوں بھائی اسے نشانہ پر رکھ چکے تھے۔

''یہ تم چاروں کیا کھسر پھسر کر رہے ہو؟'' دادا جی نے ٹوکا تھا۔

''کچھ نہیں دادا جی۔ ہم تو روشان کو بتا رہے ہیں کہ......''۔

''دادا جی میں پوچھ رہا تھا کہ 'سر' یہاں کیسے؟'' اس نے تیزی سے امان بھائی کی بات کاٹی تھی کہ قوی یقین تھا کہ وہ فضول ہی ہانکیں گے۔

''کیوں بھئی۔ کیا آپ کو اچھا نہیں لگا ہمیں اپنے گھر میں دیکھ کر؟'' دادا جی کے بجائے طفیل حمادی پوچھنے لگے۔

''نہیں سر۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں تو بس حیران ہوں''۔ اب کی وہ مسکرایا تھا۔

''حیرانی دور کرلو کہ اب ہم اکثر آئیں گے یہاں پر''۔ وہ بولے تھے۔

''ہاں۔ ہاں کیوں نہیں۔ ضرور آیا کرو بیٹے' تمہارا ہی گھر ہے''۔ دادا جی کہنے لگے۔

''جیسے میرے تین بیٹے ویسے ہی چوتھے تم ہو سمجھو تو''۔

''یہ لیں۔ میونسپل اسکول کے پینشن بردار ٹیچر چلے ہیں اب بی طفیل حمادی کو بیٹا بنانے''۔ وہ بڑبڑایا ساتھ ہی طفیل حمادی کی طرف دیکھا جو دادا جی کو تھینکس کہہ رہے تھے۔

''شکر گزار تو ہم آپ کے ہیں بھائی صاحب۔ اگر آج آپ ابا جی کو گھر تک نہ لاتے تو پتہ نہیں کیا ہوتا''۔ یہ بڑے ابو کہہ رہے تھے۔

''ایسا کیا کردیا ہے انہوں نے جو سب کے سب یوں بچھے جا رہے ہیں؟'' وہ ٹھٹکا تھا۔

''بھئی روشان۔ آج ہم ایوننگ واک سے لوٹ رہے تھے تو رستے میں اچانک چکر کھا کر گر پڑے اور ان محترم نے ہمیں اٹھایا اپنی گاڑی میں ڈالا۔ کلینک لے گئے پھر جب ہمارے حواس ٹھکانے آئے تو گھر تک بھی چھوڑنے چلے آئے''۔

دادا جی تفصیل بتا رہے تھے۔

''اسی لیے منع کرتی ہوں اکیلے نہ جایا کریں مگر میری سنیں تب ناں بڑے میاں''۔ دادی جان نے لب کشائی کی تھی۔

''ہم کیا چھوٹے بچے ہیں جو کسی کے ساتھ جائیں''۔ دادا جی بولے۔

''بچے نہیں بڈھے ہیں آپ''۔

''اور آپ ہماری بڈھی ہیں''۔ دونوں شروع ہو چکے تھے۔

''یہ اور ہوئی''۔ وہ سخت خفت زدہ سا ہو کر طفیل حمادی کو دیکھنے لگا جو بڑی دلچسپی سے دادا دادی کی نوک جھونک سن رہے تھے بقیہ حاضرین کے لبوں پر بھی دبی دبی مگر شوخ مسکراہٹیں تھیں۔ سب ہی انجوائے کر رہے تھے بس اسے ہی اپنی امیج کی فکر لگی تھی۔

''اب کل باس آفس میں نجانے کیا ریمارک دیں گے میری فیملی کے بارے میں''۔

''تم کہاں گم ہو میاں؟'' عمران بھائی نے چونکایا۔

''یہ اچھا نہیں ہو رہا بھیا۔ وہ میرے باس ہیں اور آپ سب حتیٰ کہ دادا دادی بھی ان کے سامنے شروع ہو گئے ہیں۔ وہ کیا سوچیں گے میرے بارے میں کہ ایسی فیملی کا ممبر ہوں میں''۔

''ایسی فیملی سے کیا مطلب ہے تمہارا ہاں''۔ وہ برا مان گئے۔ ''یہ ہنسی مذاق اور بے تکلفی تو ہماری عادت ہے اب تمہارے باس اس میں شامل ہو گئے تو ہم کیا کریں؟''

''باس تمہارے ہیں ہمارے نہیں کہ ہم ان کی گردان کریں''۔ امان کہہ رہے تھے۔

''ہمیں تو ابھی معلوم ہوا ہے کہ تمہارے باس

kahanifreak.com
Scanned with CamScanner

ہیں"۔ ذیشان بولے۔

"پہلے بھی پتہ ہوتا تو آپ لوگوں نے یہی کرنا تھا۔ جانتا ہوں میں"۔ وہ چڑ کر کہہ رہا تھا۔ "میں نے بتایا تب بھی کسی پر کچھ اثر نہیں۔ سب بے تکلفی سے باتیں بگھارنے بیٹھے ہیں۔ اب پتہ نہیں کل آفس میں کیا ریمارک پاس کریں گے مجھے تو ابھی سے ٹینشن ہو رہی ہے اور....."۔

"کل تو آفس ہی مت جا۔ ٹینشن ختم"۔ بھائیوں پر خاک اثر ہونا تھا۔ اثر تو خیر کسی پر نہیں تھا اس کے بتانے کا کہ طفیل حمادی اس کے 'باس' ہیں۔ وہ سب تو بہت نارملی انہیں ٹریٹ کر رہے تھے اور طفیل حمادی بھی بہت بے تکلفی سے بیٹھے تھے سب کے درمیان مگر وہ ان کے رویہ سے قطع نظر اپنی ہی الجھن میں الجھا ہوا تھا کہ کل آفس میں وہ پتا نہیں کیا کہیں گے اور وہ انہیں کیا جواب دے کر مطمئن کرے گا۔

☆☆☆

وہ 'کل' کے بارے میں سوچتا ہی رہ گیا تھا مگر بہت سارے دن گذر گیے اور کوئی 'کل' ایسا آیا ہی نہیں کہ مسٹر حمادی اس سے اس کی فیملی کا ذکر کرتے۔ انہوں نے تو سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں چھیڑا بس معمول کے مطابق کام کرتے رہے اور اس سے کرواتے رہے اور تب اس نے دل ہی دل میں شکر مناتے ہوئے ساری توجہ اپنے کام پر لگا دی تھی اور دن گذرنے لگے تھے جب گاہے بگاہے گھر میں اس کے کانوں میں طفیل حمادی کی آمد کی باتیں پڑنے لگی تھیں۔

"یار تمہارے باس نے تو ہماری چوکھٹ ہی پکڑ لی ہے"۔

"آج پھر آئے تھے دادا جی سے ملنے"۔

"یار چکر کیا ہے آخر؟" کبھی بھائیوں کی زبانی تو کبھی گھر کے دیگر افراد کی زبانی اسے طفیل حمادی کی آمد کے بارے میں پتہ چل ہی جاتا تھا۔

"یار کوئی بڑا چکر معلوم ہوتا ہے۔ یہ اس کا باس ہمیشہ اس کی خیر موجودگی میں ہی کیوں آتا ہے؟"

نعت شریف

بشر رحیمی

اے قلم تو سب سے پہلے احمد مختار لکھ
پھر امام الانبیاء کے سیرت و کردار لکھ

چار سو پھیلا اجالا مصطفیٰ کی ذات سے
تاجدار انبیاء کو مرکز انوار لکھ

مذہب اسلام کی خاطر ہوئے قربان جو
جاں نثار کربلا کا جذبۂ ایثار لکھ

نعت گوئی ضامن بخشش عمل ہے مومنو!
مدحت سرکار میں ڈوبے ہوئے اشعار لکھ

چار یاران نبی کا نام گر پوچھے کوئی
بوبکر فاروق و عثماں حیدر کرار لکھ

اور کچھ بھی لکھ نہ لکھ اے کاتب تقدیر تو
میری قسمت میں محمد کا حسین دربار لکھ

شاہ دیں فخر دوعالم کی مقدس ذات کو
اے بشر تو دوجہاں کا مالک مختار لکھ

امان بھائی کی رگ جاسوسی پھڑک اٹھی تھی اس دن جب کہ وہ آفس سے لوٹنے کے بعد بیٹھا چائے پی رہا تھا اور ہمیشہ کی طرح تینوں بھائی اسے گھیر چکے تھے۔

"بتا بے۔ کیا چکر ہے؟" عمران نے ٹھوکا دیا تھا اور اس کے کپ سے چائے چھلک گئی تھی۔

"شہ"۔ اس نے قدرے چڑ کر انہیں دیکھا تھا جبکہ روما بھابی کہنے لگیں تھیں۔

"کیا ہے عمران۔ چین سے اسے چائے تو پینے دیا کریں"۔

"ہمارے ہوتے یہ چین سے نہیں رہ سکتا"۔

"کیونکہ ہمارا سارا چین اس کے باس نے چرا لیا ہے"۔

digest library.com
Scanned with CamScanner
kahanifreak.com

digest library.com

"بتا بے۔ کیوں آتا ہے تمہارا باس ہمارے گھر بار بار"۔ وہ تینوں شروع ہو چکے تھے اور روما بھابی مسکراہٹ چھپاتی ہوئی کچن میں جا چکی تھیں۔

"مجھے کیا پتا۔ ان ہی سے پوچھیں جا کر"۔

"اس کے امپلائی سے تو پوچھ رہے ہیں نا"۔ ذیشان بڑی رازداری سے اس کے قریب آ جھکے تھے۔ "سچی بتا۔ کسی لڑکی وڑکی کا چکر تو نہیں ہے؟"

"واٹ!" وہ خالی کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بدک ہی تو گیا تھا۔

"ہاں بے بتا۔ اپنی کوئی کانی کونی' لولی لنگڑی لڑکی تو نہیں تیرے سر منڈھنا چاہتے ہیں"۔ امان بھی شروع ہوئے۔

"بس یہی کانی کونی' کے لائق رہ گیا ہوں میں"۔ وہ بے طرح چڑا۔

"ابے گدھے۔ جیسی تیری صورت ہے نا' کانی کونی بھی مل جائے تو غنیمت ہے"۔ تینوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کے ہنسے جا رہے تھے۔

"جب دل جلتا ہے نا تو ایسے ہی جملے نکلتے ہیں زبان سے"۔ اب کی وہ مسکرایا تھا۔

"کیا کہنے"۔ تینوں کی ہنسی کو بریک لگے تھے۔

"اور کیا۔ کسی سے کم نہیں ہوں۔ بیگ فیملی کا سب سے ہینڈسم بندہ ہوں میں"۔ وہ کالر جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"ابے رک۔ سن تو"۔ بھائیوں نے پکڑ کے بٹھا لیا تھا۔

"یہ افواہ اڑائی کس نے بول؟"۔

"آپ کی بیویوں نے جو خیر سے میری قابل احترام بھابیاں ہیں"۔ اب وہ ہنس رہا تھا۔

"یار ہماری بیویوں کی تزدیک کی نظر کمزور کب سے ہو گئی ہمیں خبر ہی نہیں"۔ عمران بھائی کو اچھی خاصی فکر لاحق ہو چکی تھی۔

"شادی سے پہلے سے نظر کمزور تھی یونہی تو نہیں 'قبول ہے' کہہ کر آپ تینوں کے ساتھ چلی آئیں"۔ اب وہ تینوں کی کھنچائی کر رہا تھا۔

"یار یہ تو استاد نکلا"۔ امان بھائی کی ہنسی شروع ہو چکی تھی۔

"نہیں یار سچی بتا۔ تیرے باس کے چکر ہمیں چکرا رہے ہیں"۔ ذیشان قدرے سنجیدہ ہوئے تھے۔

"میں کیا بتاؤں سر مجھے تو آپ لوگوں سے معلوم ہوا ہے۔ باس نے کبھی ذکر ہی نہیں کیا۔ ان کا رویہ تو ایسا ہوتا ہے جیسے وہ کبھی میرے گھر آئے ہی نہیں اور نہ ہی میرے فیملی ممبرز سے ملے ہوں کبھی"۔ وہ بتانے لگا۔

"یار ہمارے دادا جان کی باغ و بہار طبیعت کے گرویدہ ہو گئے ہیں اور کیا"۔ عمران نے رائے دی تھی۔

"ہاں ہو سکتا ہے"۔ وہ بولا۔

"نہیں یار۔ مجھے تو اور ہی چکر لگتا ہے"۔ امان مطمئن نہیں تھے۔

"تو آپ چکراتے رہیے"۔ وہ ہنستا ہوا اٹھ گیا تھا۔ اور چکرائے محض امان نہیں تھے بلکہ پوری فیملی کے ساتھ وہ بھی بری طرح سے چکرا کر رہ گیا تھا۔ جبکہ طفیل حمادی نے اسے یعنی روشان بیگ کو اپنی بیٹی کے لیے پروپوز کر دیا تھا۔

"میں نہ کہتا تھا ضرور کوئی چکر ہے۔ بتا بے تھا ناں چکر؟" امان ہی نہیں باقی دونوں بھائی اور بھابیاں بھی اسے گھیر چکے تھے اس شام جب وہ آفس سے لوٹا تو۔

"کیسا چکر؟" وہ حیران ہوا۔

"ابے بن مت بے۔ سیدھی طرح سے بتا کب سے ٹانکا بھڑا ہے باس کی بیٹی سے"۔ ذیشان بھائی کہنے لگے۔

"واٹ!" وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔ "بھائی آپ ایسا سمجھتے ہیں مجھے"۔

"تم ہو ہی ایسے' سمجھتے ہیں تو کیا غلط ہے؟" عمران بولے۔

"ہاں اور کیا" امان بھی تائید کر رہے تھے۔

kahanifreak.com

Scanned with CamScanner

"کوئی مجھے پوری بات بتائے گا؟" اس نے بے چارگی سے بھابیوں کی طرف دیکھا جو لبوں پر دبی دبی مسکراہٹیں لیے بیٹھی تھیں۔

"مسٹر طفیل حمادی نے اپنی بیٹی کے لیے تمہیں پروپوز کیا ہے"۔ روما بھابی نے بتا دیا۔

"واٹ"۔ وہ اچھل پڑا۔

"[illegible]" دیا۔ "گھر میں تو بڑا 'بیوا' بنا پھرتا ہے اور باہر یہ چھن ہیں میاں کے۔ بتاؤ ذرا"۔

"بتا کب سے افیئر چل رہا ہے"۔

"اپنے جیسا سمجھ رکھا ہے کیا؟" وہ چڑ ہی گیا۔

"بقول آپ لوگوں کے ہی مجھے تو 'کانی کوئی' بھی ملے تو غنیمت ہے کجا کہ ارب پتی باپ کی بیٹی؟"

"کیا پتہ 'کانی کوئی' ہی ہو"۔ بھابیوں کی متفقہ رائے تھی۔

"یار ہم تو مذاق کرتے رہتے ہیں ورنہ تم کتنے ہینڈسم ہو یہ ہم ہی نہیں تم بھی جانتے ہو"۔

"ہاں اور کیا۔ یونہی تو نہیں وہ ارب پتی تم پر فدا ہو گیا اپنی بیٹی سمیت"۔

"یار سچی بات بتاؤں ایمان سے"۔ بھائی لوگ تو اس کے پیچھے ہی پڑ گئے تھے۔

"او بابا۔ میں نہیں جانتا کچھ سوائے اس کے کہ مشہور انڈسٹریلسٹ طفیل حمادی میرے باس ہیں اور بس"۔ وہ عاجز آ گیا تھا۔

"اور ان کی بیٹی؟"

"آئی ڈونٹ نو"۔ وہ شانے اچکا کر رہ گیا۔

"خیر۔ ہمارا روشان تو ایسا ہے نہیں کہ لڑکیوں کو تاڑتا پھرے"۔ روما بھابی کہنے لگیں۔

"ہاں اور کیا۔ سب سے سیدھا اور شریف یہی ہے ہمارے گھر میں اسی لیے یہ بدمعاش کمپنی اسے نشانے پر رکھے رہتی ہے"۔ زویا بھابی بولیں۔

"ہاں یہ لوگ بھی بس بے چارے کا پیچھا لے لیتے ہیں"۔ یہ فرح بھابی تھیں۔

"سنیے اپنی اپنی بیویوں کی رائے اور شرم کیجیے کچھ"۔ وہ ہنس رہا تھا جبکہ تینوں بھائی محض مسکرا کر رہ

غزل

طلحہ تابش، پرتاب گڑھ

آدمی انجان تھا لیکن مجھے اپنا لگا
کیوں میاں کیسے ہو اس کا پوچھنا اچھا لگا

دور سے وہ شخص مجھ کو جانیے کیا کیا لگا
جب اسے پرکھا اچانک دل کو اک دھکا لگا

دل تڑپتا تھا ہر اک لمحہ تمہارے واسطے
تم سے ملنا بات کرنا دستو اچھا لگا

خوشبوؤں نے گھیر رکھا ہے مجھے ہر سمت سے
شب کے سناٹے میں جب سوچا تجھے ایسا لگا

مطمئن کوئی نہیں ہے زندگی سے اپنی آج
گفتگو کرنے پہ ہر انساں ادھورا سا لگا

گردش حالات نے اس کو بھی بدظن کر دیا
عمر بھر جو آدمی مجھ کو مرا سایا لگا

چڑیوں کے بھی کھڑکنے سے دہل جاتا ہے دل
دور حاضر کا بشر سہما ہوا تنہا لگا

گئے تھے۔

"بہرحال روشان یہ سچ ہے کہ مسٹر حمادی نے دادا جی سے صاف لفظوں میں تمہیں مانگا ہے اپنی بیٹی کے لیے"۔ روما بھابی سنجیدگی سے بتا رہی تھیں۔

"اور دادا جی نے ہامی بھر لی ہے ان کے گھر جانے اور ان کی بیٹی کو دیکھنے کی"۔

"نو بھابی"۔ وہ فوراً بولا۔ "میں منع کر دوں گا دادا جی کو"۔

"لیکن کیوں؟" ایک ساتھ کئی آوازیں۔

"بھابی ہم مڈل کلاس فیملی کے لوگ ہیں۔ وہ ارب پتی کی بیٹی کیوں کر گزارہ کرے گی ہمارے گھر میں ہمارے ساتھ"۔

digest library.com

urdunovels

Scanned with CamScanner

کی بات پر وہ ٹھٹکا تھا۔

''مطلب؟'' منہ کی طرف جاتا اس کا ہاتھ رکا تھا۔

''مطلب یہ کہ آج ہم سب تمہارے باس کے گھر ڈنر پر انوائٹ ہیں''۔ روما بھابی بتانے لگیں۔ ''دادا جی نے ان کی دعوت قبول کرلی ہے اور ہم سب جانے والے ہیں شام کو''۔

''واٹ!'' وہ بگڑ گیا۔ ''میں نے منع کیا تھا دادا جی کو پھر بھی وہ......''

''یار تو سکون سے کھانا کھا''۔ امان بھائی نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپکی دی تھی۔ ''ہم جارہے ہیں صرف ڈنر پر۔ اسی بہانے لڑکی بھی دیکھ لیں گے اور ضروری تو نہیں کہ وہ ہم سب کو پسند بھی آجائے''۔

''اور اگر آگئی تب بھی میں اس سے شادی نہیں کروں گا''۔

''کیوں مگر؟''

''میں بتاچکا ہوں بھیا۔ بہت بڑا معاشی فرق ہے ہم میں اور مسٹر حمادی میں''۔ وہ بولا۔

''الحمد للہ۔ ہم بھی خوشحال ہیں۔ ایسے گیے گذرے بھی نہیں ہیں''۔ زویا برا مان کر بولیں۔

''ہاں خوشحال ہیں مگر اتنے بھی نہیں کہ ارب پتی کی بیٹی گھر لے آئیں''۔

''بھئی یہ سب بعد کی باتیں ہیں''۔ روما کہنے لگیں۔ ''فی الحال ہمیں لڑکی تو دیکھ لینے دو۔ طفیل انکل نے بہت پیار وخلوص سے ہمیں بلایا ہے اس لیے دادا جی بھی منع نہیں کرسکے۔ ہم کونسا ابھی ہاں کہنے جارہے ہیں''۔

''امی بھی جارہی ہیں؟'' وہ پوچھنے لگا۔

''ہاں سب جارہے ہیں تم بھی''۔

''میں نہیں جارہا''۔ وہ فوراً انکار کرگیا۔ ''اور امی جارہی ہیں تو پھر میری خیر ہی نہیں۔ انہیں تو ہر دوسری لڑکی پسند آجاتی ہے''۔

''اور اگر یہ آگئی تو سمجھ لو بیوا شادی تو تمہیں کرنی ہی پڑے گی''۔ ذیشان کہنے لگے۔

''وہ کیوں کرے گی گزارہ''۔ ذیشان کہنے لگے۔ ''ابے گدھے وہ تو تجھے اپنے ساتھ لے جائے گی''۔

''نو۔ نیور'' وہ حتمی انداز میں بولا۔ میں کہیں نہیں جارہا اور جس سے بھی شادی ہوگی اس نے یہیں اسی گھر میں رہنا ہے میری فیملی کے ساتھ''۔

''حالانکہ چھوٹوں کا مرتبہ ہے تمہاری فیملی''۔ امان نے چھیڑا تھا۔

''اور میں سب سے چھوٹا چوں چوں''۔ وہ بولا۔

''ابے باٹ تو بھی تو بول ناں''۔ عمران کی بات پر بقیہ سب ہنس دیے۔

☆☆☆

فیملی بڑی تھی گھر میں چہل پہل کا احساس تو ہر وقت ہی ہوتا تھا لیکن آج کچھ الگ سی چہل پہل محسوس ہورہی تھی۔ چھٹی کا دن ہونے کے باوجود بھائیوں نے کوئی خاص فرمائش نہیں کی تھی اور بھابیوں نے بھی اپنی مرضی سے کوئی خاص ڈش نہیں بنائی تھی۔

''کیا بات ہے۔ آج کوئی فرمائشی پروگرام جاری نہیں ہوا؟'' وہ کھانے بیٹھا تو ٹیبل پر کچھ خاص نہ پاکر پوچھنے لگا۔

''بھئی آج ہم نے بخش دیا تمہاری قابل احترام بھابیوں کو کہ بیچاریوں کو اور بھی سو کام ہوتے ہیں''۔ عمران بھائی نے کہہ کر گویا احسان جتایا تھا۔

''ہاں۔ بڑا احسان کیا''۔ وہ سر جھٹک کر اپنی پلیٹ سیدھی کرنے لگا۔

''تمہیں کچھ خاص کھانا تھا تو بتادیتے نا۔ ہم بنالیتے''۔ زویا بھابی کہنے لگیں۔

''تھینکس۔ آپ لوگوں کو آپ کے شوہروں کی فرمائشوں سے فرصت ملے تو میرا نمبر لگے نا''۔ وہ مسکراتا ہوا کہہ کر اپنی پلیٹ میں کھانا نکال رہا تھا۔

''اسی لیے تو تمہاری فرمائشیں پوری کرنے والی کا انتظام کرنے جارہے ہیں ہم''۔ فرح بھابی

digestlibrary.com
digestnovels
Scanned with CamScanner

"میں ہرگز نہیں کروں گا"۔

"تمہارا تو باپ بھی کرے گا بیٹے بس تم دیکھتے جاؤ"۔ وہ سب کے سب کھی کھی کرکے ہنسنے لگے تھے اور وہ بھناتا ہوا کھانا چھوڑ کر دادا جی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا کہ سارے بڑے کھانے کے بعد ان کے کمرے میں ہی براجمان تھے باتیں ہو رہی تھیں وہ داخل ہوا تو لمحہ بھر کو خاموشی سی چھائی مگر پھر دادا جی نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا لیکن اس نے بولنے نہ دیا۔

"دادا جی میں نے منع کیا تھا آپ سے پھر بھی آپ"۔ وہ کھڑے کھڑے ہی شروع ہو گیا تھا۔ "میں بابا کی لڑکی سے شادی نہیں کروں گا دیٹس فائنل۔ آپ لوگ جا کر اسے دیکھیں پسند کریں یا کچھ کریں میں شادی ہرگز نہیں کروں گا بس"۔

"اے "بوا" ذرا دھیرج سے بات کیا کرو ناں"۔ امی نے کہتے ہوئے اسے اپنے پاس بیٹھا لیا تھا جبکہ بوا پر اس نے برا سا منہ بنایا تھا البتہ بولا کچھ نہیں تھا۔

"ان بھلے مانس نے اتنے پیار اور خلوص سے مدعو کیا ہے ہم سب کو تو ہم انکار نہیں کر سکتے اور......"۔

"ہاں ڈنر تک تو ٹھیک ہے مگر میں کہے دے رہا ہوں اس لڑکی سے شادی میں نہیں کروں گا"۔ وہ قدرے ناراضی سے بولا۔

"یہ بعد کی بات ہے۔ فی الحال تم یہ بتاؤ ہمارے ساتھ چل رہے ہو یا نہیں؟" بڑے ابا پوچھنے لگے۔

"میں نہیں جا رہا"۔ وہ تیزی سے کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا تھا۔

"رہنے دو مجھلی دلہن"۔ امی اس کے پیچھے لپکیں تو دادی جی نے روک دیا۔

"فی الحال اس سے کچھ نہ کہو۔ خواہ مخواہ چڑچڑا ہو رہا ہے"۔

"لیکن اماں جی ساتھ جانے میں کیا حرج

اعتراف

(حمد)

طالب رام پوری

digest library.com

بڑا کریم ہے تو
بڑا رحیم ہے تو
بڑا عظیم ہے تو

تو جانتا ہے
مجھے علم ہے
تو واقف ہے

کہ میرے چہرے پہ
کتنے گناہ لکھے ہیں
تو چاہتا تو مجھے
بے نقاب کر دیتا

بڑا کریم ہے تو
بڑا رحیم ہے تو
بڑا عظیم ہے تو

ہے؟" امی بولیں۔

"نہ جائے ساتھ اور یہ ضروری تو نہیں ہمیں وہ لڑکی پسند آ ہی جائے"۔ دادی بولیں۔

"اور اگر آ گئی تو۔ پر وہ نہ مانا تب؟" امی کو فکریں لاحق تھیں۔

"ہم اسے منالیں گے نا۔ کیوں فکر کرتی ہو"۔ بڑی اماں بولی تھیں۔

"ہاں اور کیا"۔ [illegible] نے بھی تائید کی تھی۔

☆☆☆

وہ سب [illegible] سے طفیل حمادی کے گھر سے ہو کر آئے تھے ان [illegible] ریف میں رطب اللسان تھے۔

digest novel
Scanned with CamScanner

"خیر وہ تو بہت امیر کبیر ہیں۔ گھر اور اس کی آرائش تو دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی عمران کے اور ان کی دونو بیٹیوں کے رویے تو زیادہ قابل تعریف تھے۔ لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ اتنے امیر وکبیر باپ کی بیٹیاں ہیں"۔ گھر کے ہر فرد کی متفقہ رائے تھی۔

"بھئی ہمیں تو وہ سب بڑے پسند آئے اور خاص کر ان کی بڑی بیٹی آمین تو بہت بھائی ہے ہمیں"۔ دادا جی کی بات پر اس کے صرف کان ہی نہیں وہ خود بھی کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں یہ شادی نہیں کروں گا"۔ وہ دبی دبی آواز میں چیخا تھا۔

"برخوردار بیٹھ جاؤ"۔ ابو جی نے تیز نظر ڈالی تھی۔

"ہم نے اس بچی میں کوئی کمی نہیں پائی۔ دل سے پسند ہے۔ وہ ہم سب کو"۔ بڑی اماں کہنے لگیں۔

"ان کی نہیں اپنی کمیاں دیکھیں نا آپ لوگ"۔ وہ ہنوز گرم تھا۔

"اے نوج' کیا کمی ہے ہمارے پاس؟" دادی جی نے جم کے دھموکا جڑا تھا اس کے کندھے پر"۔ ہم کیا دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کھاتے نہیں ہیں یا اس بچی کو اچھا کھلا پلا اور پہنا نہیں سکتے ہیں اور تم کیا کماتے نہیں ہو؟"۔ وہ ڈانٹ رہی تھیں۔

کماتا ہوں مگر جب میری کمائی اس کے کھانے پینے' پہننے اوڑھنے اور بیوٹی پارلر کے خرچ پر اڑ جایا کرے گی نا تب مجھے 'بچت' کے سبق نہ پڑھائیے گا آپ لوگ کہے دیتا ہوں"۔ وہ از حد چڑچڑا ہو رہا تھا۔

"ارے تو اڑ جائے۔ بہت دیا ہے ہمیں اللہ نے"۔ یہ کہنے والے بڑے ابا تھے۔

"ہاں اور کیا"۔ بڑی اماں بھلا تائید نہ کرتیں ایسا مشکل۔

"آپ لوگ تو بڑے ہیں' زیادہ تجربہ کار ہیں مجھ سے۔ پھر سمجھتے کیوں نہیں ہیں میرا پوائنٹ آف ویو"۔ اس کی چڑچڑاہٹ اب بے چارگی کی طرف مائل تھی۔

"ہم سمجھتے ہیں بیٹا پر تم بھی تو سمجھو ناں"۔ دادا جی کہنے لگے۔ "ہم خلیل کو ناامید نہیں کر سکتے۔ اسے بھی مدعو کر آئے ہیں اس کی فیملی سمیت۔ بے شک امیر وکبیر سہی وہ بندہ مگر اس کے اخلاق ہمیں متاثر کر گئے۔ ہم یونہی تو نہیں ہامی بھر گئے بیٹے"۔

"تم بھی ساتھ چلتے تو اچھا ہوتا ہوا۔ آمین کو تو دیکھ لیتے ناں پھر انکار کی گنجائش ہی نہ بچتی تمہارے پاس"۔ امی بولیں۔

"انکار کی گنجائش تو اب بھی نہیں بچے گی چچی جان' ہم تصویریں لے آئے ہیں آمین کی موبائل میں۔ پگلی بے اٹھو ناں"۔ عمران بھائی کہتے ہوئے اسے بزرگوں کے درمیان سے اٹھا لے گئے تھے۔

"یار ٹینشن مت لے۔ ریلیکس ہو جا' وہ بہت پیاری لڑکی ہے۔ راضی ہو جا بچی' خوش رہے گا"۔ اسے پاس بٹھاتے ہوئے امان کہہ رہے تھے۔

"ہاں۔ ہم سب کو اچھی لگی ہے اپنے رویوں اور گفتگو سے وہ"۔ ذیشان بھی کہنے لگے۔

"خیر۔ تم یہ تصویریں دیکھو نا' کہہ ہی نہ سکو گے"۔ کہتے ہوئے روما بھابی نے اپنا موبائل اسے تھما دیا تھا اور روشن اسکرین پر مسکراتی ہوئی تصویر پر نظریں ڈالتے ہی اس کی بھنویں سکڑ گئی تھیں۔

"اس لڑکی سے تو میں مر کے بھی شادی نہیں کروں گا"۔ وہ فون روما کی جانب اچھال کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"ہائیں۔ کیا مطلب ہے!" امان بھئی نے بازو کھینچ کر دوبارہ بیٹھا لیا تھا۔

"سرسری نظر ڈالنے سے کیا ہوتا ہے۔ تم دیکھو تو سہی اور بھی تصویریں ہیں"۔

"مجھے نہیں دیکھنی اور نہ کرنی ہے اس سے شادی"۔ اس کا انکار ہنوز تھا۔

"تمہارے انداز بتا رہے ہیں تم پہلے سے

urdu novel

Scanned with CamScanner

جانتے ہوا سے"۔ یہ زویا بھابی تھیں۔

"ہاں۔ جانتا ہوں"۔ وہ انکاری نہیں تھا۔

"کچھ زیادہ ہی جانتے ہو اس لیے انکاری ہو، کیا خامی پائی ہے تم نے اس میں"۔

"ویسے [illegible] کہاں دیکھا ہے؟"

"کالج میں [illegible] مجھ سے دو سال جونیئر تھی"۔ وہ قدرے چڑچڑے پن سے [illegible] "میں فائنل ایئر میں تھا اور اس لڑکی نے میرا جینا دو[illegible]"۔

"کیوں۔ چھیڑتی تھی تمہیں؟"

"آنکھ مارتی تھی؟"

"یا دل ہتھیلی پر لیے کھڑی تھی؟" بھائی لوگ شروع ہوگیے تھے۔

"اوہو۔ چپ رہیے نا آپ لوگ"۔ روما نے سرزنش کی تھی "تو یہ آمین وہی لڑکی ہے جس نے کالج لائف میں بہت تنگ کر رکھا تھا تمہیں؟" وہ اس سے پوچھ رہی تھیں۔

"ہاں۔ وہ سر ہلا کر کہنے لگا۔ "اچھا خاصہ تماشہ بنا ڈالا تھا اس لڑکی نے میرا"۔

"تماشہ تم نے خود بنایا تھا اپنا سمجھے بوائے"۔ امان بھائی کہنے لگے۔ "وہ لڑکی لائن دے رہی تھی تو لائن پکڑ لیتے نا۔ تماشہ بننے کی نوبت ہی نہ آتی"۔

"کیا کہنے"۔ وہ خوب ہی چڑا۔ "اپنے جیسا سمجھ رکھا ہے کیا مجھے؟"

"ہاہ۔ تیری بھابی کے سوا کسی نے لائن ہی نہ دی ہمیں آج تک۔ گر دی ہوتی تو زویا سمیت تیری چار بھابیاں ہوتیں"۔ امان بھائی آہیں بھرنے لگے تھے۔

"بھابی سنبھال لیں ورنہ یہ بڑھاپے میں جائیں گے آپ کے ہاتھ سے"۔ چڑچڑاہٹ کے باوجود اسے ہنسی آگئی تھی۔

"ابے او۔ بڈھا کسے کہہ رہا ہے ہاں"۔ امان نے گھونسہ جڑ دیا تھا۔

"بی سیریس یارو"۔ ذیشان کہنے لگے۔ "کیا یہی وجہ ہے تمہارے انکار کی؟"

غزل

اسحاق جونپوری

اکثر بھی واردات ہوتی ہے
دشمنوں ہی سے گھات ہوتی ہے

عید کا دن وہی ہے سب کے لیے
جب غموں سے نجات ہوتی ہے

کتنا مشہور ہوگیا ہوں میں
ہر جگہ میری بات ہوتی ہے

وقت کا [illegible] اٹھالے میاں
زندگی [illegible] ہوتی ہے

جو بلکتے ہیں بھوک سے بچے
کیا قیامت کی رات ہوتی ہے

جن کی محفل میں تم نہیں ہوتے
وہ ادھوری برات ہوتی ہے

زندگی جس کا نام ہے اسحاق
حاصل خواہشات ہوتی ہے

"ہاں اور یہی وجہ ٹھوس بھی ہے۔ محض باس کی بیٹی ہوتی تو میں سوچ بھی سکتا تھا مگر اب نہیں کسی طور نہیں"۔ اس کا انداز حتمی تھا۔

"اوکم آن روشان"۔ فرح کہنے لگیں۔ "کالج لائف میں تو یہ سب ہوتا ہی رہتا ہے۔ کوئی کم تو کوئی زیادہ شرارت کرتا ہی ہے"۔

"میں نے تو کبھی نہیں کی ایسی شرارت"۔ وہ بولا۔

"اب تمہارے 'بھولے پن' کو ہم کیا کہیں"۔

"چچی جان ٹھیک ہی 'بوا' کہتی ہیں تمہیں"۔

"ارے تمہیں تو 'بللو' کہنا چاہیے"۔

"نہیں 'بھوندو' ٹھیک ہے کہ ایسی حسین صورت

digest library.com

kahanifreak.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

لیے پھرتا ہے اور صنف مخالف کا نوٹس ہی نہیں لیتا ہے''۔ وہ سب پھر شروع ہو گئے تھے۔

''فارگاڈ سیک''۔ روما پھر برہم ہو گئیں۔ ''بات کو کہاں سے کہاں لے جا رہے ہیں آپ لوگ۔ ہم روشان کو راضی کرنے میں لگے ہیں اور آپ لوگ ہیں کہ......''۔

''میں راضی نہیں ہوں۔ آپ 'بڑی سرکار' تک بات پہنچا دیں بس''۔ وہ بات کاٹ کیا گیا تھا۔

''بڑی سرکار کے تمام کارکنان دل و جان سے راضی ہیں''۔ زویا کہنے لگیں۔ ''اب تم خواہ مخواہ اتراؤ نہیں۔ دیکھو روشان کالج لائف میں یہ سب ہوتا رہتا ہے۔ وہ لائف الگ ہی ہوتی ہے عملی زندگی سے''۔

''ہاں اور کیا۔ اور یہ ضروری تو نہیں کہ آمین ویسی ہی ہو جیسی تم نے پائی تھی وہ صرف تمہیں ہی چھیڑتی تھی نا یا کسی اور میں بھی انٹرسٹیڈ تھی''۔ روما مخاطب تھی۔

''مجھے کیا پتا۔ میرے کالج چھوڑنے کے بعد اس نے کس کس میں انٹرسٹ لیا ہو یا نہ لیا ہو؟''۔

''پتا تو ہم کرلیں گے۔ تم بس راضی ہو جاؤ''۔ عمران بھائی کہنے لگے۔

''نو۔ نیور۔ میں نہیں کروں گا اس سے شادی یہ طے ہے''۔ وہ کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

''اب کیا ہوگا؟'' بھابیوں کو فکر لاحق ہو چکی تھی۔ ''پہلے تو محض باس کی بیٹی کی وجہ سے انکاری تھا اب تو آمین صاحبہ کی 'چھیڑ چھاڑ' بیچ میں آ گئی ہے۔ مجھے تو نہیں لگتا کہ وہ مانے گا''۔

''ہاں اور کیا۔ جیسا خود صاف ستھرا کردار رکھتا ہے۔ ویسی ہی بیوی بھی چاہیے نا اسے''۔ زویا سراہ رہی تھیں۔

''افوہ بھابی۔ فرح کہنے لگیں'' آمین نے بتایا تو تھا ہمیں کہ وہ اور روشان ایک سال تک کالج فیلو رہ چکے ہیں اور اس نے جی بھر کر ستایا بھی تھا اسے''۔

''اور اس کے بعد؟'' یہ روما کا سوال تھا۔

''اور اس کے بعد کوئی نہیں''۔ فرح سکون سے کہنے لگیں'' روشان کے انکار کی ٹینشن میں آپ لوگ بھول رہی ہیں آمین نے بالکل صاف بات کی تھی ہم سے کہ وہ روشان کو پسند کرتی تھی' اسے چھیڑنے میں مزہ آتا تھا۔ وہ تعلیم مکمل کر کے کالج چھوڑ گیا تو پھر آمین نے بھی کسی اور کی طرف نہیں دیکھا بس تعلیم مکمل کرنے میں لگ گئی یہ سوچ کر کہ گریجویشن کے بعد اپنے پاپا سے روشان کے لئے بات کرے گی''۔

''ہاں اور یہ محض اتفاق ہی ثابت ہوا کہ اس کے پاپا نے اس کے کہنے سے قبل روشان کو ہی پسند کیا اس کے لیے''۔ زویا طویل سانس لے کر کہنے لگیں۔ ''ہاں یہ سب تو بتایا تھا ہمیں آمین نے پر وہ بندہ مانے تب نا''۔

''ارے وہ مان جائے گا۔ جب سب راضی ہیں تو اسے بھی راضی ہونا پڑے گا''۔ امان بولے تھے۔

''ابھی تو وہ منع کر گیا ہے اور دادا جی نے طفیل انکل کی پوری فیملی کو پرسوں مدعو کرلیا ہے ڈنر پر۔ اسے ہم کیسے بتائیں گے کہ وہ بھی حاضر رہے''۔ طفیل انکل کی والدہ وغیرہ اسے دیکھنا چاہتی ہیں''۔ روما خاصی فکرمندی سے کہہ رہی تھیں۔

''بھابی ہم اسے بتائیں گے ہی نہیں کہ ڈنر کب ہے۔ وہ تو آفس کے بعد گھر میں ہی ہوتا ہے نا بس لے آئیں گے اسے سب کے سامنے''۔ زویا بولیں۔

''ہر دم تو نہیں رہتا نا گھر میں۔ جم بھی تو جاتا ہے اکثر''۔

''اس دن کوشش کریں گے اگر جانا چاہے تو کسی بہانے سے روک لیں گے''۔ فرح بولیں۔

''ٹھیک۔ تو پھر بہانہ پہلے سے سوچ رکھو''۔ عمران بولے۔

''ہاں۔ سب ہم ہی سوچیں اور کریں۔ آپ تینوں بس یہی فضول کرنا''۔ روما گرم ہونے لگیں تو تینوں بھائی کان دبائے وہاں سے کھسک لیے تھے۔

kahanifreak.com Scanned with CamScanner

☆☆☆

عموماً وہ شام کو آفس سے لوٹنے کے بعد بھائیوں کے بچوں کے ساتھ وقت بتاتا تھا۔ ہفتہ میں دو تین بار جم بھی جاتا تھا لیکن جس روز جم نہیں جانا ہوتا تھا اور کوئی دوسری مصروفیت بھی نہیں ہوتی تھی تو وہ بچوں کے ساتھ لگ جاتا تھا۔ اس شام بھی وہ تینوں بھائیوں کے سات عدد بچوں میں گھرا مگن سا تھا کہ معاً اسے کچھ غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا جھاڑو پونچھا کرنے والی ملازمہ جو صبح کے وقت آیا کرتی تھی آج شام میں جھاڑو پونچھا کرنے میں مصروف تھی اور کچن میں تینوں بھابیاں ہی نہیں بلکہ امی، بڑی اماں، چچی حتیٰ کہ دادی بھی موجود تھیں۔ دادا جی اور ابو جی وغیرہ تو اپنے اپنے کمروں میں تھے جبکہ تینوں بھائیوں کا سرے سے گھر میں کوئی نام ونشان نہ تھا۔

"ماجرا کیا ہے؟" اس کا ذہن کھٹک گیا تھا۔

"اے تم اس وقت کیوں جھاڑو پونچھا کر رہی ہو؟" وہ ملازمہ سے مخاطب ہوا تھا۔

"اماں جی نے آج اسی وقت بلایا تھا"۔ ملازمہ جواب دے کر مصروف ہو چکی تھی۔

"کیوں۔ مم....." پوچھتے پوچھتے اس نے زبان دانتوں تلے دبالی تھی۔

"آج کچھ خاص بن رہا ہے کیا رات کے کھانے میں"۔ وہ بچوں سے پوچھنے لگا۔

"ہاں چاچو۔ کچھ نہیں بہت کچھ"۔ بچے بتانے لگے۔ "ہم نے ممی سے پوچھا بھی تو بولیں۔ "سرپرائز ہے رات کو دیکھ لینا کھانے کی میز پر"۔

"سرپرائز!" وہ ایک بار پھر ٹھٹکا تھا۔ "کہیں باس کا ڈنر تو نہیں؟" اس خیال کا آنا تھا کہ وہ بچوں کے درمیان سے اٹھ کر کچن کے دروازے پر آ کھڑا ہوا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"اوئی نوج۔ کچن میں ہوتا کیا ہے بھلا؟" دادی نے گھرکا۔

"کشتی کھیل رہے ہیں ہم یہاں۔ سوال تو ڈھنگ کا کیا کرو روشان"۔ روما بھابی ہنسی روک کر بولیں۔

"بچے کسی سرپرائز کی بات کر رہے تھے"۔ اس نے مشکوک سی نظر کچن میں موجود خواتین پر ڈالی تھی جو بڑی تندہی سے مصروف کار تھیں۔

"ہاں تو سرپرائز بچوں کے لیے ہے نا تمہیں کیوں کھد بد مچی ہے۔ جاؤ جا کر کام کرو اپنا"۔ بڑی اماں نے جھاڑ دیا تھا۔

"میں بھی تو بچہ ہی ہوں نا آپ کا"۔ وہ

غزل

محمد رضوان انصاری

اپنا غم اپنے پڑوسی کو سنا بھی نہ سکوں
کیسی غیرت ہے کہ زخموں کو دکھا بھی نہ سکوں

ایک اک کر کے سبھی ہو گئے دشمن میرے
بوجھ کا یہ بوجھ عجب ہے کہ اٹھا بھی نہ سکوں

مجھ کو آنکھوں کے کسی گوشے میں کر لے محفوظ
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں

یا خدا ایسی غریبی سے بچائے رکھنا
اپنے بچوں کو کھلونا کوئی لا بھی نہ سکوں

اس کے ہاتھوں کی لکیروں میں مقدر میرا
اس قدر گہرا لکھا ہے کہ مٹا بھی نہ سکوں

اک نظر ڈال کے اس نے مجھے مانند چراغ
اس طرح دل کو جلایا ہے کہ بجھا بھی نہ سکوں

ٹوٹتے پھوٹتے رشتوں کا کرم ہے رضوان
دور رہ بھی نہ سکوں بزم میں جا بھی نہ سکوں

digest library.com

kahanifreak.com
Scanned with CamScanner

digest library.com

مشکوک ہی تھا۔

"سرپرائز بچوں کے بچوں کے لیے ہے سمجھ گئے"۔ چچی جان نے صحیح ضروری سمجھی تھی۔

"بھابی جی بتائیں کوئی آرہا ہے ڈنر پر"۔ وہ سیدھا روما سے پوچھنے لگا۔

"نہیں بھئی۔ یہ امی وغیرہ تو یونہی کچن میں چلی آئی ہیں۔ ہم تینوں تو پکا ہی لیتی ہیں نا"۔ روما کہنے لگیں۔ "دادی جی کہنے لگیں آج وہ اپنی پسند کی کوئی ڈش خود پکائیں گی تو دادی کی بہوئیں بھلا کیوں پیچھے رہتیں۔ سب جمع ہوگئیں اپنے اپنے جوہر دکھلانے"۔

"مطلب یہ کہ آج معدہ کی خیر نہیں"۔ وہ مطمئن سا ہو کر واپس پلٹ گیا تھا۔

"تھینکس گاڈ ٹل گیا ورنہ بھنک بھی پالیتا تو بھاگ جاتا گھر سے"۔ زویا اطمینان کی سانس لے کر بولی تو بقیہ سب مسکرا کر رہ گئیں۔

"چلو میاں چھوٹے چوں چوں ساری چوں چوں کا مربہ فیملی منتظر ہے تمہاری کھانے پر"۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر وہ اپنے کمرے میں آیا تھا اور کپڑے بدل کر کھانا کھانے جانے کی سوچ ہی رہا تھا کہ آگے پیچھے تینوں بھابی کہتے ہوئے داخل ہوئے تھے۔

"اوہو۔ آپ تینوں آج تھے کہاں اب نظر آرہے ہیں"۔ وہ پوچھنے لگا۔

"یار کچھ کام تھے ضروری۔ وہی نمٹا رہے تھے"۔ عمران بولے۔

"تینوں کو ایک ساتھ کام تھا؟" وہ مشکوک ہوا۔

"یار تجھے تو پولیسیا ہونا چاہیے تھا M.B.A کیوں ہوا تو"۔ امان بھائی نے ہاتھ جھاڑ دیا تھا۔

"چلو اب۔ سب منتظر ہیں"۔ ذیشان نے عجلت مچائی۔

"چلیں آپ۔ آتا ہوں میں بھی کپڑے بدل کر"۔ وہ بولا۔

"نائٹ ڈریس ابھی سے پہننے کی ضرورت نہیں ہے۔ چلو کھانے کے بعد بدل لینا کپڑے"۔

عمران کہتے ہوئے اسے زبردستی کمرے سے نکال چکے تھے۔

"ہاتھ تو چھوڑیں میرا۔ بھاگ نہیں رہا میں"۔ وہ چڑا۔

"خدشہ ہے بھاگ لوگے اس لیے"۔ وہ بڑبڑائے۔

"مطلب؟"۔ وہ ٹھیک سے سن نہیں پایا۔

"تم چلو یار"۔ ذیشان نے تنبیہی نظر ڈالی تھی عمران پر اور روشان کے ساتھ چل پڑے تھے۔

عمران بھائی کے بعد وہ کھانے کے کمرے میں داخل ہوا تھا اور وہاں سب کے ساتھ طفیل حمادی اور دیگر خواتین و حضرات کو دیکھ کر لب بھینچ کر واپسی کے لیے جونہی مڑا پیچھے کھڑے ذیشان و امان نے مضبوطی سے ایک ایک بازو پکڑ لیا تھا۔

"کوئی تماشہ نہیں روشان"۔ ذیشان نے تنبیہ ضروری سمجھی۔

"میرے نہ کرنے کے باوجود آپ سب نے ان لوگوں کو....." وہ آپے سے باہر ہو رہا تھا دانت کچکچا کر۔

"ہاں ہم نے بلایا اور ہم سب چاہتے ہیں تمہاری شادی آئین سے ہو"۔ امان نے بات کاٹ دی تھی۔ "اب سیدھی طرح سے چلو فون فاں کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔

"میں دیکھ لوں گا سب کو"۔ وہ تڑخا۔

"ضرور دیکھنا۔ تمہیں بھی 'دیکھنے' ہی آئے ہیں سب"۔ وہ اس کی بات کو دوسرے معنوں میں لے گئے تھے۔

"طفیل انکل کی والدہ، بھائی اور بہنیں بھی آئی ہیں۔ اس لیے شرافت سے رہو سمجھ گئے"۔ عمران سمجھانے والے انداز میں دھمکا رہے تھے۔

"یہ ٹھیک نہیں کر رہے آپ لوگ"۔ وہ فون فاں کرتا ڈائننگ ٹیبل تک آ ہی گیا تھا اور بڑے ابا کے کھنکارنے اور ابو جی کے گھوری لگانے پر حاضرین پر اچٹتی سی نظر ڈالتا ہوا سلام کر کے بیٹھ گیا تھا۔

"تھوبڑے پر بارہ مت بجاؤ سمجھے۔ بتیس نہیں

kahanifreak.com

Scanned with CamScanner

تو سامنے کے دو دانت ہی دکھا دو"۔ بازو میں بیٹھے ذیشان نے ٹھوکا دیا تھا اور وہ محض انہیں گھور کر رہ گیا تھا پھر جیسے طوہاً و کرہاً کھانا کھایا تھا' ویسے ہی ان لوگوں سے بھی ملنا پڑا تھا جن سے طفیل حمادی اس کا تعارف کروا رہے تھے۔ کوئی دادی تھیں تو کوئی بڑی اور چھوٹی پھوپھیاں' تایا' تائی' پھوپھا اور آمین کی چھوٹی بہن صوفین بس اس سادہ سی لڑکی سے دو چار باتیں کرنا جانے کیوں اسے بڑا اچھا لگا تھا۔

"میں حیران ہوں کہ بجو نے آپ کو کیسے پسند کرلیا۔ اتنی نفیس پسند تو ان کی کبھی نہیں رہی"۔ صوفین بولی تھی۔

"نصیب کی باتیں ہیں۔ دل گدھے پر بھی آجاتا ہے صوفین بی بی"۔ عمران بھائی نے مزے سے کمنٹ دے دیا تھا اور جہاں صوفین کی ہنسی چھوٹی تھی' وہیں وہ تلملایا تھا۔

"گدھا ہی تو ہوں میں۔ جس کی جہاں مرضی چاہے ہانکے چلا جارہا ہے"۔

مہمانوں کے رخصت ہوتے ہی بڑوں نے اپنے اپنے کمروں کی راہ لی تھی تو وہ بھائیوں سے الجھنے لگا تھا۔

"گدھے ہی ہو تم ڈفر"۔ امان نے چپت رسید کی تھی۔ "اتنی اچھی اور خوبصورت بیوی تجھے ملتی تو میں تو آنکھ بند کرکے 'قبول' ہے کہہ دیتا اور ایک تم ہو کہ آو... آ..." بات کراہوں میں بدل گئی تھی کیونکہ پیچھے سے زویا نے کان مروڑ دیا تھا۔

"فرمایئے ذرا پھر سے تو سر دو کانوں کے بیچ کردوں"۔ وہ انہیں گھور رہی تھیں۔

"ذرا شرم نہیں آتی دو دو تین تین بچوں کے باپ ہوکر ایسی باتیں کرتے ہوئے"۔

"بات کرنے میں کیا ہے۔ ہم کوئی عمل کرنے تھوڑا ہی جارہے ہیں"۔ عمران و ذیشان بھائی کی مدد کو آکودے۔

"عمل کے لیے جگر چاہئے ہوتا ہے جو ہے نہیں آپ لوگوں کے پاس"۔ روما اور فرح بھلا کیوں نہ زویا کی سائڈ لیتیں۔

غزل

عطا عابدی

دیکھنے والے اگر ہم کو نہیں جانتے ہیں
ہم بھی کب ان کی نگاہوں کو حسیں جانتے ہیں

تیری آغوش میں اجداد ہیں آسودۂ خواب
اے وطن ہم تجھے فردوس بریں جانتے ہیں

چاہتے ہیں کہ خداؤں میں گنے جائیں ہم
اور ہم اپنی خدائی کو نہیں جانتے ہیں

قصر عالی کے مکینوں سے یہ اب کون کہے
خود کو ہم آج بھی پیوند زمیں جانتے ہیں

کچھ تو ہے بات عطا، اہل نظر کے آگے
اپنے انکار کو ہم اب بھی حسیں جانتے ہیں

"یار ہم نے روشان کو بھگانا ہے یا آپس میں لڑنا ہے"۔ عمران کو فوراً یاد آیا۔

"تو بھائی۔ آپ لوگ اپنی لڑائی جاری رکھیں۔ خوب خبر لیں ان تینوں کی۔ مجھے کچھ نہیں بھگتنا"۔ وہ موقع پاکر اکسانے لگا تھا۔ ایک ہی سانس میں بڑے بھائیوں کے شادی سے پہلے کے افیئرز گنوا دیے تھے بھابیوں کو اور وہ تینوں 'اے چپ' اے چپ' ہی کرتے رہ گئے تھے جبکہ تینوں کی بیویاں' خاطر داریاں کرنے کے فل موڈ میں آچکی تھیں۔

"یار مرے گا تو یاد رکھنا"۔ عمران کراہے۔

"فی الحال تو اپنے کفن دفن کا انتظام کرلیں آپ"۔ وہ ہنستا ہوا چلا گیا تھا اپنا معاملہ جہاں کا تہاں چھوڑ کر۔

☆☆☆

digestlibrary.com
kahanifreak.com
Scanned with CamScanner

''تھینکس بیٹے جو کل آپ ہمارے رشتہ داروں سے ملے''۔ اگلی صبح وہ آفس آیا تو طفیل حمادی بذات خود اس کے کیبن میں آ کر مخاطب ہوئے تھے اور وہ بس انہیں دیکھ کر رہ گیا تھا کہ جب سے انہوں نے اس کے گھر آنا جانا شروع کیا تھا تب سے آج تک اس سے کام کے علاوہ کوئی ذاتی گفتگو نہیں کی تھی۔ مگر آج کہہ رہے تھے تو وہ قدرے حیران ہوا تھا۔

''تھینکس اس لیے کہ ہمیں امید نہیں تھی کہ تم ہم سب ... رہے تھے۔

''آمین نے کالج لائف کے دوران جتنا تمہیں تنگ کیا ہے ہم جانتے ہیں۔ بڑی نادان بچی ہے اور تم نے اس کی نادانیوں کو درگذر کر کے ہاں کہہ دی اس کی ہمیں بڑی خوشی ہے اور ہم دل سے تمہارے شکر گذار ہیں کہ تم نے اپنے بڑوں کی بات مان لی اور آمین کی شریر حرکتوں کو اگنور کر دیا''۔ وہ کہہ کر اس کے کندھے تھپتھپا کر چلے گئے تھے۔

''میں نے کب اس کی نادانی کو درگذر کیا اور ہاں کہہ دی''۔ وہ بخت جھلایا۔

''یہ بڑے مجھے کس سمت میں ہانکنا چاہ رہے ہیں زبردستی۔ نو۔ نیور۔ میں بات کروں گا سب سے اور حتمی بات''۔ وہ کسی ایک فیصلہ پر پہنچ کر طویل سانس لے کر کام میں مصروف ہو گیا تھا اور جب شام کو گھر لوٹا تو چینج کرنے کے بعد ہال میں سب کے درمیان آ کر بیٹھا تو موضوع گفتگو اپنی شادی کو ہی پایا تھا۔ قدرے برا سامنہ بنا کر پکوڑوں کی پلیٹ لے کر کھاتے ہوئے وہ سب کی باتیں سن رہا تھا۔

''بھئی صاحب اور ان کی بیٹیاں تو بڑی سلجھی طبیعت کی لگتی ہیں مگر ان کی اماں بہنیں اور بھائی جان ذرا کم متر ... لگے مجھے''۔ یہ بڑی اماں کہہ رہی تھیں۔

''ہاں امی جی''.. روبا بھابی کہنے لگیں۔ ''مجھے بھی انکل اور صوفیہ کے سوا کوئی پسند نہیں آیا۔ عجیب سی لئے دیئے سے انداز تھا سب کے''۔

''اور ہمارے گھر کو یوں گھور گھور کر تاڑ رہے تھے گویا میوزیم میں آ بیٹھے ہوں''۔ زویا بھابی بول رہی تھیں۔

''یوں زیوروں سے لدی پھندی بیٹھی تھیں وہ خواتین گویا آج نہ پہنے تو کبھی پہننا نصیب نہ ہو گا''۔ یہ فرح کی رائے تھی۔

''ارے چھوڑو ان سب باتوں کو۔ طفیل بھائی صاحب اور ان کی بیٹیاں تو اچھی ہیں نا جن سے ہمیں تعلقات رکھنے ہیں''۔ چچی جان بولیں تو وہ سب کھل کر سر ہلا کر مسکرا دیے مگر اس کی بات نے مسکراہٹیں کافور کر دی تھیں جو کہہ رہا تھا۔

''ہمیں کسی سے کوئی تعلقات نہیں رکھنے ہیں۔ میں آمین سے شادی نہیں کروں گا۔ کون سی زبان میں سمجھاؤں آپ سب کو بتا دیں وہی زبان استعمال کروں گا''۔ وہ قدرے برہمی سے مخاطب تھا۔

''تمہاری ماں اس بچی کی کلائیوں میں اپنے کنگن ڈال آئی ہے اور تم ابھی تک یہیں اٹکے بیٹھے ہو''۔ بڑی اماں کہنے لگیں۔

''مجھے وہ لڑکی ناپسند ہے امی جی آپ نے یہ اچھا نہیں کیا''۔ اس کا انکار ہنوز تھا۔

''ناپسندیدگی کی کوئی ٹھوس وجہ بتا دے ہوا میں بھی یہ رشتہ ختم کر آؤں گی''۔ امی جی بھی فیصلہ کن انداز اختیار کر چکی تھیں۔

''لیں۔ کوئی وجہ ہی نہیں بتائی میں نے؟'' وہ چڑا۔

''ہاں وہ کوئی وجہ نہیں ہے'' دادی ٹھہرے انداز میں گویا ہوئیں۔ ''پہلے وہ صرف تمہارے باس کی بیٹی تھی تم اس وجہ سے انکاری تھے کہ ہمارے درمیان بڑا معاشی تفاوت ہے مگر جب ہم اس بچی سے ملے تو ہمیں لگا وہ ہمارے درمیان رہ لے گی تب ہی ہم نے ہامی بھری اور رہا کالج کے زمانے کی چھیڑ چھاڑ اور شرارتوں کا سوال تو اسے ہم حسین یادوں کی طرح سینت کر تو ضرور رکھتے ہیں مگر ان یادوں کو باتوں کو اپنی عملی زندگی پر طاری کر کے اسے متاثر نہیں کرتے ہیں تمہاری طرح''۔

digest.library.com

kahanifreak.com

Scanned with CamScanner

"ہاں اور کیا۔ ہم نے بھی کالج کے زمانہ میں کم شرارتیں اور بدمعاشیاں نہیں کی ہیں مگر دیکھو ناں کیا ہم کامیاب میرڈ لائف نہیں جی رہے؟" عمران بھائی خلاف مزاج سنجیدگی سے مخاطب ہوئے تھے۔ "کیا تمہاری بھابیوں کو ہم تینوں سے کبھی کوئی سنجیدہ سی شکایت ہوئی' کبھی دیکھا یا محسوس کیا تم نے؟ نہیں ناں۔ ہاں ہلکی پھلکی نوک جھونک تو حصہ ہے زندگی کا جو زندگی کے ساتھ ساتھ چلتی ہی رہتی ہے"۔

"بھیا بدمعاشیاں آپ لوگوں نے کیں بھابیوں کی بدمعاشیاں کہاں دیکھیں آپ نے"۔ وہ کہنے لگا۔ "جبکہ میں جھیل چکا ہوں اس آئین حمادی کی بدتمیزیوں کو آپ یہ کیوں بھول رہے ہیں"۔

"اوشٹ۔ وہ کوئی بدتمیزی نہیں ہوتی بلکہ شرارت ہوتی ہے نادان عمر کی"۔ ذیشان بھائی بھی سمجھانے لگے تھے۔

"ہر بات سے قطع نظر تم صرف اتنا سوچو روشان کہ ہمارے گھر کا ہر فرد اس شادی کے لیے راضی ہے تو کیوں ہے۔ ہوگی نا کچھ خاص بات اس لڑکی میں جو ہم سب کو پسند ہے"۔ امان بھائی بھی سنجیدہ ہی تھے۔

"مجھے نہیں پتہ کیا خاص بات دیکھ لی آپ سب نے۔ بس مجھے نہیں کرنی اس سے شادی"۔ اس کی وہی رٹ۔

"ارے تو کس سے کرنی ہے کوئی اور پسند ہے کیا؟" روما بھابی کام کی کوڑی لائی تھیں۔

"کوئی پسند نہیں ہے۔ کسی سے بھی کردیں مگر وہ لڑکی نہیں"۔

"کسی سے نہیں۔ ہم اسی لڑکی سے کریں گے بس۔ اب اس موضوع پر کوئی بات نہیں ہوگی۔ ہوں گی تو صرف شادی سے متعلق تیاریوں اور انتظامات کی باتیں"۔ دادا جی نے گویا فیصلہ سنا دیا تھا۔

"میں کل ہی استعفیٰ دے دوں گا مسٹر حمادی کی فرم سے"۔ وہ دھمکانے لگا۔

"ابھی لکھ لو بیٹھ کر۔ کل جاتے ساتھ پکڑا

غزل

امیر انصاری

غربت تھی تو فاقوں میں بھی پردہ نہیں چھوڑا
دولت بنے مگر سر پہ دوپٹہ نہیں چھوڑا

تہذیبوں کے شجر سے بھی اڑا لے گئی آندھی
پت جھڑ نے کسی پیڑ کا سایہ نہیں چھوڑا

شہزادے کے رستے میں کھڑی ہوگئی غربت
سرکٹ گیا اس کے لیے رستہ نہیں چھوڑا

دروازے پہ بیٹھا تھا خریدار تو لیکن
غیرت نے کسی بھاؤ بھی فاقہ نہیں چھوڑا

پیڑوں سے پرندوں کا تعلق بھی عجب ہے
رہتے ہیں مگر اپنا علاقہ نہیں چھوڑا

اندھوں کو چراغوں کی ضرورت نہیں ہوتی
کیوں آپ نے بستی میں اندھیرا نہیں چھوڑا

جو ڈوب گئے ان کا پتہ ڈھونڈنے والو
دریا پہ ہوا نے کوئی چہرہ نہیں چھوڑا

بس اس لیے دشمن ہے امیر اپنا پڑوسی
ہم نے کسی دیوار میں روزن نہیں چھوڑا

دینا"۔ کسی پر خاک اثر نہ تھا۔

"میں نہیں کروں گا شادی"۔ وہ پیر پٹخ کر کھڑا ہوگیا تھا۔

"تمہیں کرنی ہے بیوا ورنہ میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے"۔ امی بھی دھمکی پر اتر آئیں۔

"ایموشنل بلیک میلنگ۔ اچھا"۔ وہ بری طرح چڑا تھا۔

"نہیں۔ سچ بات"۔ امی جی کا لہجہ حتمی تھا۔ "میں کچھ بھی کر گذروں گی اگر تم ایسے ہی اینٹھے رہے

digest library.com
kahanifreak.com
Scanned with CamScanner

تو"۔

"امی جی آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں۔ میں آپ کا اکلوتا بیٹا ہوں"۔ وہ بے چارگی سے منمنایا۔

"اکلوتے ہو اسی لیے کر رہی ہوں تمہاری دائمی خوشیوں کا بندوبست"۔ امی نے کہتے ہوئے اسے خود سے لگا لیا تھا۔ "کچھ مت سوچو بیٹا کہ کالج کے زمانہ میں آئین کیسی تھی' کیا تھی' کتنا ستایا اس نے تمہیں' کچھ مت سوچو سوچو تو صرف اتنا کہ تمہاری ماں سمیت دیگر سب نے اسے تمہارے لیے چنا ہے تو کچھ سوچ کر ہی چنا ہے۔ یقین پایا ہے ہم نے تمہاری خوشیوں کا جب ہی ہامی بھری ہے"۔

امی دھیرے دھیرے اس کی پشت سہلاتی ہوئی کہہ رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے آئین بی بی۔ دیکھ لیں گے تمہیں بھی"۔ وہ جانے کیا سوچ کر مسکرایا تھا اور امی جی نے اس کی پیشانی چوم لی تھی۔

☆☆☆

رات وہ سونے کے لیے بستر پر لیٹا تو بند پلکوں کے پیچھے نجانے کہاں سے وہ چلی آئی تھی جس نے کالج میں پورے ایک سال تک اس کا پیچھا بڑی ہی مستقل مزاجی سے کیا تھا۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے روشان بیگ"۔ آخری پیپر دے کر وہ کلاس روم سے نکلا تھا جب وہ بھی ہوئی اس کے سامنے چلی آئی تھی۔

"کیوں۔ ابھی کچھ بات باقی بھی ہے کرنے کو؟" وہ خشمگیں نگاہیں اس پر ڈال کر بولا تھا۔

"نہیں۔ باتیں تو کچھ باقی نہیں رہیں بس ایک فائنل بچ رہ گیا ہے۔ آؤ نا"۔ وہ مسکراتی ہوئی بڑی بے تکلفی سے اس کا ہاتھ تھام کر کھینچتی ہوئی گیٹ تک چلی آئی تھی اور وہ تو عادی ہو چکا تھا دیگر اسٹوڈنٹس کی معنی خیز نظروں اور مسکراہٹوں کا پھر بھی اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچ چکا تھا۔

"تمہاری یہ حرکتیں مجھے قطعی پسند نہیں"۔

"سال بھر میں بے شمار مرتبہ یہ بات کہہ چکے ہو۔ مجھ پر کچھ اثر ہوا نہیں ناں تو آج کیوں ہوگا۔ بتاؤ ذرا"۔ اس کے لبوں پر وہی شوخ مسکراہٹ تھی جو اس کا خاصا تھی۔

"خیر بکو جو بھی بکنا ہے"۔ وہ طویل سانس لے کر ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا تھا۔

"تمہارا گریجویشن کمپلیٹ ہو گیا اب کیا کرو گے تم؟" وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

"تمہیں کیوں بتاؤں میں؟"

"بتا دو تاکہ میں بھی وہی انسٹی ٹیوٹ جوائن کر لوں جہاں سے تم کوئی پروفیشنل کورس کرو گے"۔ بیحد شریر لہجہ تھا اس کا۔

"یعنی کہ آئیل مجھے مار والا فارمولا اپناؤں۔ اچھا"۔ وہ خوب ہی تپا تھا۔ "میں تمہیں ہوا تک لگنے نہ دوں گا سمجھیں تم ڈفر لڑکی۔ تھینک گاڈ جو میرے فائنل ایئر میں تم سے سامنا ہوا اور نہ تم نے تو....."

"شکر منا رہے ہو مجھ سے پیچھا چھوٹنے پر"۔ اس نے بات کاٹی تھی۔

"صد ہا شکر"۔ اب کی وہ مسکرایا تھا۔

"روشان بیگ"۔ وہ سنجیدگی سے کہنے لگی۔ "گذشتہ ایک سال سے میں اس قدر مستقل مزاجی سے تمہارے پیچھے پڑی ہوں' تمہارے دل کو ہنوز کچھ ہوا نہیں' وہ دھڑکا نہیں میرے لیے؟"۔

"نہیں دھڑکا تو کیا کروں"۔ وہ لاپرواہی سے بولا۔

"تو دھڑکنوں کو آواز دو ناں"۔

"تم یہ فالتو بکواس کرنے لائی ہو مجھے یہاں؟" وہ بگڑنے لگا۔

"نہیں"۔ وہ ایک دم سنجیدہ ہو گئی تھی۔ "میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے تم سے ہی شادی کرنی ہے اپنا گریجویشن کمپلیٹ کرنے کے بعد اس لیے میں چاہتی ہوں کہ کالج چھوڑنے کے بعد بھی تم مجھ سے رابطہ میں رہو"۔

"مگر میں نہیں چاہتا ایسا"۔ اس کا انداز دوٹوک تھا۔

main apni wafain deta houn

Scanned with CamScanner

digest.library.com

"مگر کیوں۔ کیا کمی ہے مجھ میں۔ میں خوبصورت نہیں ہوں امیر نہیں ہوں تمہیں پسند نہیں کرتی ہوں؟"

"تمہاری کمیوں اور خوبیوں کا مجھے نہیں پتہ بس مجھے تم جیسی لڑکی کو لائف پارٹنر نہیں بنانا جو زندگی کو سنجیدگی سے نہیں لیتی ہیں بلکہ کھیل سمجھ کر کھیلتی ہیں"۔ اس کا انداز بے حد پرسکون تھا۔ "اور مس حمادی تم بھی بہت کھیل چکیں میری زندگی سے اور انجوائے کرلی اپنی کالج لائف بھی۔ بس اب اور نہیں۔ میرے راستے قطعی جدا ہیں تم سے میری آئندہ زندگی میں تمہاری کوئی جگہ نہیں ہے"۔

"اور میں نے جگہ بنالی تو؟" اس کا انداز چیلنج کرنے والا تھا۔

"ناممکن"۔ وہ بھی پراعتماد تھا۔

"سو واٹ۔ مسٹر روشان بیگ۔ ناممکن کو ممکن کرنا جانتی ہوں میں"۔ وہ مسکرائی تھی بڑی ہی خود اعتمادی سے۔

"اچھی بات ہے۔ دیکھیں گے"۔ وہ بات ختم کرکے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"روشان بیگ میں نے بھی تمہاری وفائیں حاصل نہ کیں تو کچھ نہ کیا اپنی لائف میں"۔ اسے جاتا دیکھ کر وہ زیر لب تبسم سے بولی تھی۔

"ہوں"۔ اور وہ شخص ایک بے فکری امیرزادی کا لاابالی پن سمجھ کر سر جھٹکتا ہوا زندگی کی راہوں میں آگے بڑھ گیا تھا۔ اسے پیچھے چھوڑ کر وہ بھول بھی گیا تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا تین برسوں بعد وہ شریر سی لاابالی لڑکی زندگی کی راہوں میں پھر اس کے سامنے تھی اور وہ اس سے کترا کر نکل جانے کی ساری راہیں مسدود پا رہا تھا۔

"آئمہ حمادی میں بھی دیکھوں گا تم کیسے اور کیونکر ایڈجسٹ کرتی ہو میری مڈل کلاس فیملی اور میری لمیٹڈ سیلری کے ساتھ"۔ سوچوں میں گم وہ نیند کی وادیوں میں جا سویا تھا۔

☆☆☆

وہ شادی کے لیے راضی تو ہو گیا تھا مگر شادی کی کسی بھی رسم میں حصہ لینے پر راضی نہ ہوا تھا۔ اس کی شادی کے سلسلہ میں اپنی فیملی کے ساتھ آئی ہوئی دونوں پھوپھیاں اور تایازاد بہن بھی بھابیوں سمیت اس کی منتیں کرکر کے ہار گئیں مگر اس کی نہ، نہ ہی رہی بہرحال تینوں بھائی اور بہنوئی نے شادی سے ایک رات پہلے اسے زبردستی پکڑ کے ابٹن مل دیا تھا وہ احتجاج ہی کرتا رہ گیا تھا مگر سننے والا کون تھا۔

"یار عجیب آدمی ہو۔ ہم دولہا بننے والے تھے تو جانے کیسی کیسی تیاریاں کی تھیں اور ایک تم ہو ابٹن تک لگانے کو تیار نہیں ہو"۔ امان بھائی اس کی پیٹھ مسلتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ بہنوئی اشرف اس کے دونوں ہاتھ تو عمران و ذیشان بھائی اس کے پیروں پر ابٹن لگا رہے تھے اور وہ بیزاری صورت لیے بیٹھا تھا۔

"آپ کی بات الگ تھی۔ آپ تو جی جان سے راضی تھے شادی کے لیے"۔ وہ بڑبڑایا تھا پھر بھی عمران بھائی کی حساس سماعتوں نے سن لیا تھا۔

"میاں ہم سب ہی جی جان سے راضی تھے ایک تم ہی پتا نہیں کیوں نفس بنے ہو"۔ وہ کہہ رہے تھے۔

"ارے اور کیا۔ ہم نے تو شادی سے ایک رات پہلے رات بھر فون پر باتیں کی تھیں اپنی ہونے والی بیویوں سے"۔ ذیشان کہہ رہے تھے۔

"کیا باتیں کی تھیں؟" بے خیالی میں اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"یہ بھی بتانا پڑے گا بدھو کو"۔ اشرف اور ذیشان بھائی ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کے ہنس پڑے تھے اور وہ بری طرح جھینپا تھا۔

"تم نے تو کوئی بات ہی نہیں کی آج تک آئمہ سے، کہو تو کرا دوں"۔ امان بھائی کھلی آفر دے رہے تھے۔

"نو تھینکس"۔ وہ رکھائی سے کہہ کر اٹھنے لگا تھا۔

"ارے بیٹھو۔ اچھے سے مالش کرنے دے ذرا نکھرے گا تبھی ناں ورنہ سدا تو جلا بھنا پھرتا ہے جل

main apni wafain deta houn
kahanifreak.com
Scanned with CamScanner

گلو؟"۔ ذیشان بھائی نے زبردستی بٹھا لیا تھا۔
"وہ آمین تو اتنی ہنسی مکھ لڑکی ہے۔ پتا نہیں کیسے گزارہ کرے گی تمہارے ساتھ"۔ یہ اشرف بھائی جان کہہ رہے تھے۔
"آپ کب ملے اس سے؟" وہ ٹھٹکا۔
"گزشتہ دس دنوں سے میں یہاں ہوں میاں صاحبزادے اور تمہاری آپا جان کے ساتھ جا کر کئی بار مل چکا ہوں"۔ وہ بتانے لگے۔ "تمہاری آپا تو پکی پکی عاشق ہو چکی ہیں آمین کی۔ بچی بہت ہی اچھی بڑی ہی پیاری لڑکی ہے۔ اس کی ہنسی میں تو گویا زندگی کھنکتی ہے"۔
"ہاں۔ یہ بات تو بالکل سچ کہی آپ نے بھائی جان"۔ ذیشان بھی متفق تھے۔ "آمین ہے تو بڑی بس کچھ خاص کر اس کی ہنسی بڑی ہی پیاری ہے"۔
"پھر بھی اس ڈفر کے دل کو کچھ ہوا کیوں نہیں؟" اماں نے اسے دھپ لگائی تھی۔
"دل ہی پاس نہیں ہے تو کچھ ہوگا کیسے؟" عمران کہہ رہے تھے اور وہ خاموشی میں عافیت جان کر چپ ہی رہا تھا۔
"تمہاری ہنسی اور اس میں زندگی کی کھنک دیکھیں گے کتنے دنوں تک قائم رہتی ہے میرے گھر میں"۔ وہ تصور میں اس سے مخاطب تھا۔ اور وہ چاروں اسے سوچوں میں گم دیکھ کر محض مسکرا کر رہ گئے تھے۔

☆☆☆

بے دلی سے سہی شادی کرلی تھی اس نے اور عزیز رشتہ دار نکاح کے بعد آمین کو رخصت کرا کے گھر بھی لے آئے تھے۔ نکاح کے بعد وہ شادی ہال سے گل ہوگیا تھا۔ گھر میں بھی نہیں ٹکا تھا اور جب دیر رات کو گھر میں داخل ہوا تو اسے امید نہیں تھی کہ بہن اور بھابیاں اسے گھیر لیں گی۔ بہر حال خلاف امید وہ گھیرا جا چکا تھا اور اب چپ چاپ کان دبائے کھڑا ان کی کھری کھوٹی سن رہا تھا۔
"دن بھر ہم تمہیں ڈھونڈتے ہی رہ گئے۔ کہاں گم ہوئے تھے گدھے کے سینگ کی طرح بتاؤ"۔ بڑے ابا کی چھوٹی بیٹی اور گھر بھر کی لاڈلی اور اکلوتی بیٹی یعنی سعدیہ آپا سب سے پہلے شروع ہوئی تھیں۔
"نکاح کے بعد وہاں شادی ہال میں کیا کام تھا میرا اس لیے گھر چلا آیا"۔ وہ قدرے بیزاری سے بولا تھا۔
"کوئی کام ہی نہیں تھا۔ اچھا"۔ آپا گھور کر رہ گئیں۔ "وہاں ٹک کر بیٹھتے تو سہی' تصویریں اور مووی بنواتے اور......"
"ضروری تھا یہ سب؟" وہ بات کاٹ گیا۔
"ہاں ضروری تھا"۔ روما کہنے لگیں۔ "تمہیں پتا ہے نا وہ آمین کے ددھیال والے کس مزاج کے لوگ ہیں۔ کیسی کیسی باتیں نہ بنائیں ان لوگوں نے تمہاری عدم موجودگی کو لے کر"۔
"مجھے نہیں پتا کون کیسا ہے۔ رشتہ آپ سب نے جوڑا ہے تو نبھائیں اور بھگتیں۔ شادی کرلی میں نے۔ آپ سب کی چہیتی آمین محترمہ گھر آگئیں بس کافی ہے۔ مزید کی توقع نہ رکھیں مجھ سے"۔ وہ لٹھ مار سا جواب دے کر آگے بڑھ گیا تھا۔
"ہیں۔ ہیں رک تو ذرا"۔ سعدیہ آپا نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا تھا۔
"کیا بولے تم' رشتہ ہم نے جوڑا ہے' بندوقیں تان رکھی تھیں ہم نے تم پر کہ قبول ہے کا اقرار کرو"۔
"ان دیکھی بندوقیں ضرور تان رکھی تھیں سب نے۔ ہر کوئی پیچھے پڑا تھا کہ شادی کرلو بہت اچھی لڑکی ہے۔ بس کرلی ناں اب اور کیا کروں؟" وہ بیزار ہی تھا۔
"کرلی ہے تو دل سے نبھاؤ بھی ناں"۔ زویا بولیں۔
"دل سے نبھاؤں یا بے دلی سے مجھے یہ کسی سے سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ وہ دوٹوک جواب دے کر سعدیہ آپا کی گرفت سے بازو چھڑا کر آگے بڑھ چکا تھا اور وہ چاروں حق دق سی کھڑی رہ گئی

digest library.com
main apni wafain deta houn
kahanifreak.com
Scanned with CamScanner

تھیں۔

"کہیں ہم زیادتی تو نہیں کر گئے روشان کے ساتھ؟" فرح کی خاموشی پہ ٹوکا تھا۔

"ارے نہیں"۔ روما کہنے لگیں۔ "تمہیں پتا ہے نا کس مزاج کا ہے وہ مشکل سے ہی کوئی کل سیدھی میں آتی ہے اس کی"۔

"ہاں۔ فی الحال خفا خفا سا ہے۔ آئین کی حسین صورت دیکھے گا ناں تو پل میں ساری خفگی بھول جائے گا"۔ یہ زویا کا خیال تھا۔

"ہاں۔ ہم سمجھتے ہیں اس کا مزاج وہ آئین تو نہیں سمجھتی ہے نا۔ پتا نہیں وہ جا کر کیسا رویہ اختیار کرے گا اس کے ساتھ"۔ سعدیہ آپا فکر مند ہی تھیں۔ "میں عمران بھائی سے کہتی ہوں۔ ذرا پیار سے سمجھائیں اسے ورنہ بعید نہیں کہ آئین کے پاس جا کر بھی ایسی ہی جلی کٹی کہے جو ہم سے کہہ گیا ہے"۔

"رہنے دو سعدیہ"۔ روما نے منع کر دیا۔ "جتنا سمجھانا تھا بھائیوں نے سمجھا دیا ہے مزید کچھ کہیں گے تو اور بھی چڑچڑا ہوگا"۔

"پر وہ آئین....." سعدیہ اسی قدر کہہ کر چپ ہو رہی ہیں۔

"آئین قطعی اجنبی نہیں ہے اس کے لیے۔ بہت حد تک جانتی ہے اسے پھر بھی اگر کچھ اونچ نیچ ہوئی تو ہم ہیں نا آپا ہم سنبھال لیں گے"۔ زویا ان کا ہاتھ تھام کر تسلی دے رہی تھیں۔

"وہ اور آئین کالج فیلو رہ چکے ہیں آپا اور بہت حد تک آئین اسے جانتی بھی ہے"۔

"ہوں"۔ فرح کے کہنے پر انہیں قدرے تسلی ہوئی تھی۔

"رونمائی میں دینے کے لیے اس لڑکے نے پتا نہیں کچھ خریدا بھی ہے یا خالی ہاتھ جھلاتا چلا گیا ہے آئین کے پاس"۔ آپا کو نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔

"ارے لیا ہوگا اس نے کچھ۔ اب ہم یہ بھی پوچھنے بیٹھ جاتے تو اور بھی چڑچڑا ہو جاتا۔ چلیں اب چل کر سو جائیے ہیں رات کافی ہو گئی ہے۔ صبح ولیمہ کی بھی تیاریاں دیکھنی ہیں"۔ روما نے کہہ کر بات ہی ختم کر دی تو وہ سب بھی اثبات میں سر ہلا کر اپنے کمروں کی جانب ہو لی تھیں۔

☆☆☆

دن بھر وہ کوفت زدہ سا ادھر ادھر پھرا تھا اور اب جبکہ کمرے میں آیا تو اس کی سماعت آنکھوں کو بڑی بھلی معلوم ہوئی۔ گلاب اور موگرے کی خوشبو نے کوفت زدہ ذہن پر بہت اچھا تاثر چھوڑا تھا جب ہی تو وہ گہری گہری سانسیں لیتا ہوا خوشبو میں اپنے اندر اتارنے لگا تھا۔ ساتھ ہی ستائشی نظروں سے کمرے کا جائزہ بھی لے رہا تھا کہ معاً نظریں سجے سجائے بیڈ پر پڑیں تو وہیں ٹک کر رہ گئیں۔ گلاب اور موگرے کی لڑیوں کی اوٹ میں شوخ رنگوں کے امتزاج سے بنے بھاری بھرکم لباس میں کم وجود نظر آ ہی گیا تھا اسے۔

"اب ان محترمہ کو بھی بھگتنا ہوگا"۔ طویل سانس لے کر دروازہ بند کرتا ہوا وہ بیڈ تک آ رکا تھا۔

"میں نے کوئی دل و جان سے راضی ہو کر شادی نہیں کی ہے تم سے جو تم یوں میرے انتظار میں بیٹھی ہو۔ سج سنور کے سو سکتی ہو"۔ کھڑے کھڑے کہہ کر وہ پلٹ گیا تھا۔

"مگر میں نے تو دل و جان سے راضی ہو کر شادی کی ہے تم سے اور انتظار بھی بڑی چاہ سے کیا ہے اس لیے انتظار کا صلہ لیے بغیر نہ تو میں سیج کروں گی اور نہ ہی سوؤں گی"۔ گھونگھٹ کی اوٹ سے بڑی سرعت سے جواب آیا تھا۔

"کیا کہنے"۔ پہلے تو وہ حیران ہوا پھر چڑ گیا۔ "اور میں تو بھول ہی گیا تھا کہ میری شادی تم سے ہوئی ہے تم جیسی بدتمیز اور منہ پھٹ لڑکی سے"۔ مٹھیاں بھینچ کر وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"میری اتنی صفات تم نے یاد رکھیں خوشی ہوئی سن کر ورنہ میں تو سمجھی تھی کہ روشان بیگ مجھے بھول گیا"۔ اس کی کسی کے جلترنگ بجے تھے۔

"ہونہہ۔ تم کوئی بھولنے والی شے ہو آئی مین

digestlibrary.com
main apni wafain deta houn
kahanifreak.com
Scanned with CamScanner

"تمہاری حرکتیں تو بھولنے والی نہیں تھیں۔" روانی سے کہتے کہتے اس نے فوراً تصحیح بھی کی تھی "تمہاری حرکتیں پر زور دے کر۔"

"چلو۔ حرکتوں کی بدولت ہی سہی، تم نے مجھے یاد تو رکھا۔" وہ پھر ہنسی تھی۔

"بس۔ زیادہ ہنسی نہیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چینج کرو اور سو جاؤ چپ چاپ۔ مجھے الجھن ہو رہی ہے تمہیں اس قدر بھاری بھرکم لباس میں دیکھ کر۔"

"ہیں!" حیرت زدہ آواز تھی اس کی۔ "تم نے مجھے دیکھا کب۔ گھونگھٹ تو اٹھایا ہی نہیں ابھی تک۔"

"اب تمہیں دیکھنے کی اتنی طلب بھی نہیں کہ گھونگھٹ اٹھانے کی زحمت کروں۔"

"زحمت نہ سہی رسم تو ادا کر ہی سکتے ہو ناں۔"

"چہ خوب۔ گھونگھٹ اٹھاؤں پھر رونمائی کا مطالبہ ہوگا۔ اچھا۔"

"تو کیا ناجائز ہوگا؟"

"اوگاڈ۔ تم ذرا نہیں بدلی ہو بدتمیز لڑکی۔ ویسے ہی پٹر پٹر کیے جا رہی ہو۔ جیسے کالج لائف میں کرتی تھیں۔" وہ زچ ہو کر بولا ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس کا زرتار گھونگھٹ الٹ دیا۔ ارادہ تو تھا کہ ایک کے بعد دوسری نظر ہرگز نہیں ڈالے گا مگر وہ ارادہ ہی کیا جو [illegible] حنا دی کی موہنی صورت ڈگمگا نہ دیتی اور وہ ڈگمگا گیا تھا۔ [illegible] اس حسین صورت میں [illegible] شرارت [illegible] بہت [illegible] زدہ تھا ہی نہیں۔

"اتنی دیر تک دیکھتے رہے تو میں وہاں رونمائی وصول کروں گی مسٹر روشان بیگ۔" بہت سارے لمحے سرک گئے تھے جب اس کی شوخ سی آواز نے چونکایا تھا۔

"اوہ۔ شٹ۔" وہ پہلے تو کھسیایا پھر چڑ گیا۔ "رونمائی کی کیا رٹ لگا رکھی ہے۔ نہیں دوں گا تو کیا کرلوگی؟"

"عمر بھر افسوس کروں گی کہ کیوں کنجوس شوہر ملا ہے جو رونمائی کے نام پر ایک روپیہ بھی دینے کا روادار نہیں۔"

"کیا۔ ایک روپیہ۔ ایک روپیہ دوں گا میں تمہیں۔" وہ بدک ہی تو گیا۔

"نہ تو کیا ایک کروڑ دیں گے۔" وہ لب دبا کر مسکرائی تھی۔

"تمہاری طرح امیرزادہ نہیں ہوں مس۔"

"امیرزادی کے شوہر تو ہیں ناں۔"

"زبردستی بنایا گیا ہوں ورنہ تو۔" وہ کہتے کہتے اپنی شیروانی کی جیب میں کچھ ٹٹولنے لگا تھا۔

"ورنہ تو......؟ کسی اور کو پسند کرتے تھے کیا؟" فوراً سوال آیا۔

"اور کوئی کام نہیں ہے کیا مجھے؟" ایک تیز نظر اس پر ڈال کر وہ جیب سے ننھی سی ڈبیہ برآمد کر چکا تھا۔ "یہ چھوٹی سی ڈائمنڈ رنگ خریدی تھی تمہیں دینے کے لیے اس لیے نہیں کہ بڑا شوق تھا بلکہ اس لیے کہ بھابیوں اور دیگر کزنز کی فضول گوئی سے بچنا تھا۔" کہتے کہتے وہ اس کا ہاتھ تھام چکا تھا مگر اس کی کوئی بھی انگلی انگوٹھی سے خالی نہیں تھی۔

"اب اسے کہاں ڈالوں۔ تمہارے سر پر۔ نہیں سر بھی لدا پھندا ہے جھروں سے۔ منہ میں ڈال دیتا ہوں کیوں۔ وہی خالی ہے جو نان سٹاپ چل رہا ہے۔" اس کی موہنی صورت کا اثر تھا یا کوئی اور [illegible] اس کا موڈ تیزی سے خوشگوار ہو رہا تھا۔

"منہ میں ڈالو گے تو میں نگل لوں گی تو پھر [illegible]" اس نے ہنستے ہوئے [illegible] انگلی خالی کر کے اس کے سامنے کر دی تھی۔

"بس ہو گیا [illegible] اب [illegible] دو۔" انگوٹھی اس کی انگلی میں ڈالی [illegible] تھی۔

"سونے کی کیا بڑی بات ہے تمہیں۔" وہ بھی فوراً سے پیشتر بیڈ سے اتری تھی اور لہنگے میں جان بوجھ کر پیر پھنسا کر گرتی ہوئی سنبھلنے کی کوشش میں اسے بھی ساتھ لے گری تھی۔

Scanned with CamScanner

"اوشٹ"۔ وہ بری طرح جھلایا تھا۔ سنبھل کر اٹھنے کی کوشش کی تھی مگر وہ اس کا کالر گرفت میں لے چکی تھی۔

"روشان بیگ کتنے روکھے آدمی ہو۔ ذرا سی تعریف نہیں کر سکتے ہو اپنی بیوی کی"۔ اس کا کالر گرفت میں لیے وہ بے تحاشہ ہنسے جارہی تھی۔

"تعریف سے کیا ہوگا؟" وہ اٹھ کر بیٹھ چکا تھا مگر وہ پرے نہ ہوئی تھی بلکہ کھسکتی ہوئی اس کا مضبوط بازو گرفت میں لے کر اس کے شانہ پر چہرہ ٹکا گئی تھی۔

"کیوں اتنا بدکتے ہو مجھ سے۔ اب تو میں تمہاری بیوی ہوں وہ بھی ایک دم جائز اور صرف تمہاری نہیں تمہاری فیملی کے ہر فرد کی پسند سے آئی ہوں میں اس گھر میں"۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"ہاں۔ سب کی پسند ہو تم پر میری تو نہیں ہو"۔

"جھوٹے ہو تم روشان بیگ"۔ وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جس کے لبوں پر دبی دبی سی مسکراہٹیں مچل رہی تھیں۔

"کالج میں پورے ایک سال تک ایک دم مستقل مزاجی سے میں تمہارے پیچھے لگی رہی پھر بھی تمہارے دل کو کچھ ہوا نہیں؟"

"پیچھے لگی رہیں اسی لیے تو کچھ نہیں ہوا نہ لگتیں تو ہوسکتا ہے کچھ ہو جاتا"۔ وہ اس کے ماتھے کی بندیا اور کانوں کے آویزے درست کرتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"کیا ہوجاتا؟" وہ بہت شریر تھی۔

"وہی جو تمہیں میرے پیچھے لگنے سے ہوتا ہے"۔ وہ بے ساختگی سے مسکرایا تھا پھر قدرے سنجیدگی سے کہنے لگا۔ "مجھ سے شادی کر کے تمہیں کیا ملتا تھا آمین۔ جیسی زندگی تم آج تک جیتی آئی ہو ویسی تو میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ کتنا فرق ہے تمہارے اور میرے معیار زندگی میں"۔

"میرا معیار تو وہی ہوگا روشان بیگ جو تمہارا ہے۔ بس اپنی وفائیں میرے نام کردو پھر دیکھنا ہم دونوں کا معیار زندگی یکساں ہے کہ نہیں؟"

"ہوں، سوچیں گے"۔

"اب اس میں سوچنا کیا ہے؟"

"یار تم محبت کرتی ہو ناں مجھ سے؟" اس کی عجلت پر وہ مسکرایا تھا۔

"ہاں۔ کوئی شک"۔

"تو جانتی ہی ہوگی نا کہ محبت زبردستی نہیں ہوتی"۔

"مجھے نہیں پتا کیسے ہوتی ہے محبت"۔ وہ ہونٹ سکوڑ کر کہنے لگی۔ "بس تم اچھے لگے تھے اتنے کہ میں تمہارے پیچھے ہی پڑ گئی اور......"۔

"تو بس انتظار کرو کہ تم بھی مجھے اچھی لگو اور میں بھی تمہارے پیچھے پڑ جاؤں"۔ وہ بات کاٹ کر پہلے خود کھڑا ہوا پھر جھک کر اسے تھام کر کھڑا کر دیا۔

"کیا میں اچھی نہیں ہوں؟" کتنا بھولا پن اور سادگی تھی سوال میں وہ ایک دم ہی پہلو تہی نہ کرسکا۔

"اچھی ہو بہت اچھی ہو"۔ اس کے لبوں نے پہلی شرارت کی تھی اور وہ اب تک بظاہر بولڈ سی نظر آتی لڑکی ایک دم سے چھوئی موئی ہوگئی تھی۔ "لیکن محض تمہاری ظاہری خوبصورتی کے تحت تو عمر نہیں گزار سکتا ناں میں۔ بھری پری فیملی ہے میری۔ ڈھیروں خوشیاں تو ان گنت مسائل بھی ہیں۔ میں تمہاری ڈیمانڈز پوری کرسکتا ہوں یا نہیں تم میرے معیار تک آسکتی ہو یا نہیں۔ تھوڑا سا وقت درکار ہے آمین۔ اپنی وفائیں یونہی تو نہیں تمہارے نام کرسکتا میں"۔ دھیرے دھیرے کہتا وہ اسے خود سے اور بھی قریب ہوتا محسوس ہوا تھا۔

"روشان بیگ میں تمہیں بتاؤں گی کہ میں تمہارے معیار تک آسکتی ہوں یا نہیں"۔ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتی ہوئی وہ پلکیں موند گئی تھی۔

"روشان بیگ بھی تب ہی بتائے گا تمہیں کہ اس کی وفائیں تمہارے لیے ہیں یا نہیں"۔

"معمہ ہو تم تو"۔

"حل کرلو گی تو پر اس انعام بھی تمہارا ہی ہوگا"۔ اسے سمیٹتے ہوئے وہ بے ساختگی سے ہنسا تھا۔

Scanned with CamScanner

☆☆☆

جس طرح نہ نہ کرکے وہ شادی کے لیے راضی ہوا تھا تو شادی ہوجانے کے بعد گھر والے اس کے اکھڑے اور روکھے پھیکے رویوں کی توقع کررہے تھے مگر سب کی توقعات کے برخلاف وہ بہت ہی نارمل تھا۔ ہفتہ بیت گیا تھا اس کی شادی کو اور آئمین کے تئیں اس کے رویوں میں اگر کسی نے بیزاری محسوس نہیں کی تھی تو بہت زیادہ لگاوٹ بھی نہیں محسوس کرسکے تھے۔ اس کے غنیمت رویے پر جہاں بڑوں نے اطمینان کی سانس لی تھی تو وہیں بھائی لوگ پیچھے پڑگئے تھے یہ کہتے ہوئے کہ۔

''میاں روشان ہمیں نہیں پتا تھا کہ تم اتنی جلدی پٹری پر آجاؤ گے''۔ اس شام وہ آفس سے لوٹنے کے بعد بہت مگن سے انداز میں بیٹھا چائے پی رہا تھا جب تایا اور چچا زاد تینوں بھائیوں نے اسے گھیر لیا تھا۔

''ہاں اور کیا۔ ہم تو سمجھ رہے تھے بیگم بیلی کا سب سے چھوٹا چراغ مینو 440 وولٹ کا کرنٹ مارے گا''۔ امان بہت شرارت سے بولے تھے۔

''مگر یہاں تو نیوٹل فیس چل رہا ہے۔ یارو۔ ماجرا کیا ہے''۔ یہ ذیشان بھائی تھے۔ تینوں اپنی اپنی ہانک رہے تھے اور وہ کچھ کہنے کی بجائے چائے پی رہا تھا۔

''ماجرا کیا ہونا ہے یارو۔ وہ جو اپنی آئمین صاحبہ ہیں نا بجلی کی بہترین موصل ثابت ہوئی ہیں ورنہ میاں روشان اور کرنٹ نہ ماریں۔ ناممکن''۔ عمران بھائی خوب ہی کھینچ رہے تھے۔

''چاہتے کیا ہیں آپ لوگ ہاں''۔ کپ رکھتا ہوا وہ بالآخر بول پڑا تھا۔

''بھئی ہم تو تمہارے چاہنے والے ہیں مزید کیا چاہیں گے''۔ تینوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کرہنسے جارہے تھے۔

''ویسے تمہاری بھابیوں کا خیال بالکل درست تھا کہ آئمین کے سامنے تمہاری ساری اکڑفوں دھری رہ جائے گی''۔

''اکڑ میں نے دکھائی ہی کب جو دھری رہ جاتی''۔ وہ زیرلب مسکرایا تھا۔

''ہیں! یارو کیا دیکھ رہا ہوں میں میاں روشان چڑنے کی بجائے مسکرائے ہیں''۔ امان بھائی بے ہوش ہوتے ہوتے بچے۔

''یار کیا ہے آپ لوگوں کا ہاں''۔ وہ قدرے کھسیا کر کہنے لگا۔ ''چڑتا ہوں تو مصیبت' مسکراتا ہوں تو بھی مصیبت' شادی نہیں کررہا تھا تو آفت مچی تھی اب کرلی ہے تو بھی آفت ہی ہے۔ ارے بیوی کے ساتھ نارمل رہ رہا ہوں تو آپ لوگوں کے پیٹ میں مروڑ کیوں اٹھ رہے ہیں آخر آپ لوگ بھی تو نارمل رہتے ہیں نا اپنی اپنی بیوی کے ساتھ''۔

''ہم نارمل نہیں پیارے۔ محبت سے رہتے ہیں اپنی اپنی بیوی کے ساتھ''۔ ذیشان نے فوراً تصحیح کی تھی۔

''تو میں بھی رہ لوں گا''۔

''نارمل؟''

''ہوں۔ جب ہوگی محبت تو رہ لوں گا محبت سے بھی''۔ وہ مسکرایا تھا۔

''اوئے ہوئے۔ ڈفر ابھی تک محبت نہیں ہوئی تجھے۔'' تینوں ایک ساتھ پل پڑے تھے اس پر۔ ''فارگاڈ سیک بھائی مجھے زچ نہ کریں''۔ تینوں کو پرے دھکیلتا وہ اٹھ گیا تھا۔

''ابے بات تو سن''۔ عمران نے کہتے ہوئے دوبارہ بیٹھا لیا تھا۔ ''تمہارا ہنی مون ٹرپ ارینج کرنے کی سوچ رہے ہیں ہم لوگ۔ بتادو کہاں جاؤ گے؟''

''فی الحال نہیں''۔ وہ فوراً منع کرگیا۔

''پھر کب۔ دو چار بچوں کے ساتھ جاؤ گے ہنی مون پر؟''

''بھائی کہہ رہا ہوں نا فی الحال نہیں۔ آخر ہر بات کے لیے اتنی عجلت کیوں مچادیتے ہیں آپ لوگ''۔

digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

"ابے او کنجوس۔ تمہارا کچھ خرچا نہیں ہونے والا ہے بلکہ ہم تینوں تمہیں تمہاری شادی کا گفٹ دینا چاہتے ہیں ہنی مون ٹرپ کی صورت میں۔ چلو بتادو سیدھی طرح کہ کہاں جانا چاہو گے۔ ہم انتظام کردیں گے"۔ عمران بھائی سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

"میں گفٹ چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ لوں گا ضرور مگر فی الحال نہیں"۔ وہ ان کی محبتوں پر مسکرایا تھا۔

"لیکن کیا حرج ہے۔ موقع تو یہی ہے نا روشان"۔ ذیشان کہنے لگے۔

"ہاں۔ مگر ابھی تک آئین نے کچھ کہا نہیں ہے۔ جب وہ کہے گی تب میں سوچوں گا"۔ وہ بولا۔

"تو اس کے کہنے کے انتظار میں بیٹھے رہو گے۔ ابے گدھے جاکر پوچھ اس سے کہاں جانا ہے یا تمہاری بھابیوں کو بھیجوں بات کرنے؟" امان بھائی نے چپت رسید کردی تھی۔

"نہیں۔ وہ خود کہے گی تو میں جاؤں گا ورنہ نہیں"۔

"دیکھو یارو۔ یہ ابھی سے جورو کی غلامی پر آمادہ ہے"۔ عمران چڑ گئے۔

"نہیں۔ جورو کی غلامی نہیں بلکہ اس کی آزمائش پر آمادہ ہے یہ ڈفر"۔ ذیشان قدرے سنجیدگی سے کہنے لگے۔ "یہ منتظر ہے کہ وہ اپنے معیار سے نیچے آئے یہ اس کے معیار تک نہیں جائے گا۔ کیوں ہے نا یہی بات؟"۔

"آپ جو چاہے سمجھیں"۔ وہ طویل سانس لے کر رہ گیا تھا ان کے تجزیے پر۔

"یار ایسا سوچتے ہو تم؟" عمران و امان کو قدرے دھچکہ لگا تھا۔

"سوچتا ہوں تو کیا غلط ہے۔ شادی وہ کرنا چاہتی تھی، میں نہیں اس لیے معیار بھی وہ ہی بدلے گی، میں نہیں"۔ اس کا انداز دوٹوک تھا۔

"یار عجیب آدمی ہو۔ شادی کرلی ہے تو محبت سے نبھاؤ نا یہ خواہ مخواہ کی آزمائشیں کیوں بیچ میں ڈال رہے ہو؟" وہ تینوں سمجھانے لگے تھے۔

"جہاں محبت ہو آزمائشیں بھی وہیں ہوتی ہیں اور وہ محبت کرتی ہے مجھ سے"۔

اس کی بھی منطق نرالی تھی۔

"تم نہیں کرتے اس سے محبت؟"

"نہیں۔ ابھی تک تو نہیں کرتا"۔

"مطلب یہ کہ محبت تم جان بوجھ کر کرو گے۔ اختیاری جذبہ ہے یہ تمہارے نزدیک"۔ امان جرح کرنے لگے۔

"مجھے نہیں پتا اختیاری ہے کہ نہیں۔ جب ہوگی تب پر اس آپ سب کی چیتی کے لیے ہر آزمائش سے گزر جاؤں گا"۔ وہ آپ سب کی چہیتی پر زور دے کر مسکرایا تھا اور وہ تینوں محض اسے گھور کر رہ گئے تھے۔

☆☆☆

آفس سے واپسی پر وہ پہلے دادا جی کے کمرے میں آتا تھا ان سے علیک سلیک کرنے کے بعد ہی اپنے کمرے کی راہ لیتا تھا۔ اس روز بھی وہ آفس سے مقررہ وقت سے کچھ پہلے ہی اٹھ آیا تھا اور حسب عادت دادا جی کے کمرے کا رخ کیا تھا مگر اندر نہیں داخل ہوسکا تھا کہ اندر پہلے ہی بڑی اماں، امی، ابی جان اور تینوں بھابیاں دادا، دادی سمیت موجود تھیں۔

"شاید کوئی میٹنگ چل رہی ہے"۔ وہ سوچتا ہوا انہیں ڈسٹرب کیے بغیر واپس پلٹ گیا تھا مگر بڑی اماں کی بات نے قدم روک لیے تھے۔

"آئین کے معاملے میں ہم سب کو بہت سمجھ بوجھ کر کام لینا ہوگا بے"۔ بڑی اماں کی بات ایسی تھی کہ وہ آگے نہیں بڑھ سکا تھا وہیں دہلیز پر ٹھہر رہ گیا تھا اور وہ سب اس کی موجودگی سے بے خبر اپنی باتیں کررہے تھے۔

"وہ بکھرے ماحول سے آئی ہے۔ ہم سب

digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

کے ساتھ ایڈجسٹ کرنے میں اسے زیادہ وقت لگے گا"۔ بڑی اماں مزید کہہ رہی تھیں۔ "اسے گھریلو کام کاج کا کوئی تجربہ نہیں ہے اور نہ ہی عادت ہے۔ تم سمجھ رہی ہو نا روما بیٹے"۔

"میں ہی نہیں بلکہ ہم تینوں سمجھتی ہیں امی جی"۔ روما بھابی کہنے لگیں۔ "یہ سب باتیں آپ ہم سے کیوں کہہ رہی ہیں۔ ہم نے تو کوئی شکایت نہیں کی کسی سے کہ شادی کے پندرہ بیس دنوں بعد بھی آئین گھریلو کام کاج میں کوئی حصہ نہیں لے رہی"۔

"ہاں بڑی اماں۔ میں نے یا فرح نے بھی تو کبھی کچھ نہ کہا اس سلسلے میں"۔ زویا بولیں۔

"اور ہم کیوں کچھ کہیں گے بڑی اماں کیونکہ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ وہ بالکل مختلف ماحول سے آئی ہے۔ ہمارے گھر میں"۔ فرح بھی کہنے لگیں۔

"ہاں۔ میری بہوئیں بہت اچھی اور سمجھدار ہیں"۔ بڑی اماں خوشی سے مسکرائی تھیں۔

"تو پھر یہ سب باتیں کیوں کہہ رہی ہیں آپ ہم سے؟" روما بھابی کہنے لگیں۔

"اس لیے بیٹا کہ تم لوگ مزید سمجھداری سے کام لو"۔ بڑی اماں کہنے لگیں۔ "گھریلو کام کاج میں وہ فی الحال کوئی حصہ نہیں لے رہی ہے لیکن تم لوگوں کے ساتھ بے تکلف تو ہو ہی گئی ہے نا بیٹے تو اسے روشان کی غیر موجودگی میں تنہا مت چھوڑا کرو۔ اسے اپنے ساتھ لگائے رہا کرو۔ بھلے سے وہ کوئی کام نہ کرے مگر تم تینوں کے ساتھ رہے گی تو دھیرے دھیرے خود بخود ہی سب سمجھنے اور کرنے کی سعی کرے گی کہ ہے بڑی سمجھدار بچی۔ نہ اسے اپنے باپ کی امارت کا کوئی غرور ہے اور نہ ہی یہ فخر کہ وہ تم تینوں سے برتر گھرانے سے یہاں آئی ہے ہاں بس اس کی عادت نہیں ہے گھریلو کام کاج کی تو تم لوگ پیار سے اسے عادی بناؤ۔ وہ جس قدر ایڈجسٹ کرنا چاہے اس کی مدد کرو بیٹے مگر زور زبردستی سے گریز کرنا"۔

"ہم ایسا ہی تو کر رہے ہیں امی جی"۔ روما ہی بولی تھیں۔ "اور یقین کریں ہمیں آئین سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ روشان کے توسط سے وہ ہمیں بہت عزیز ہے۔ جیسے روشان نے ہمارے لیے ویسے ہی آئین بھی ہے۔ آپ یقین کریں امی جی ہم تینوں آپ سب کو کبھی بھی شکایت کا موقع نہیں دیں گی اور دیکھ لیجئے گا آئین بھی ہم جیسی ہی ہو جائے گی ایک دن"۔

"ہاں اور کیا"۔ زویا اور فرح نے بھی تائید کی تھی۔

"اور سنو۔ یہ سب باتیں ہوا سے مت کہہ دینا کہ وہ اس کے سر پہ سوار ہو جائے۔ یہ کام کاج کرانے کے لیے"۔ یہ کہنے والی امی جی تھیں۔

"ہوں"۔ وہ بے ساختگی سے مسکراتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ "اتنی پیاری فیملی ہے میری اب پتا نہیں آئین صاحبہ اس میں ایڈجسٹ ہوتی ہیں یا اسے منتشر کرتی ہیں؟" وہ سوچوں میں گم کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔ آفس بیگ سائیڈ ٹیبل پر ڈالتے ہوئے نظر بیڈ پر پڑی تھی جہاں وہ سو رہی تھی۔

"یار یہ سوتی کتنا ہے۔ صبح بھی سب سے لیٹ اٹھتی ہے اور دوپہر میں بھی سوئی پڑی ہے"۔ وہ بڑبڑا کر الماری سے اپنے کپڑے لے کر باتھ روم میں چلا گیا تھا۔ کپڑے بدل کر آیا تب بھی وہ سو ہی رہی تھی۔ شادی کے بعد وہ پہلی بار آفس سے دو گھنٹہ پہلے آیا تھا اور وہ اسے سوتی ملی تھی ورنہ تو ہال میں سب کے درمیان ملتی تھی۔ بیڈ پر دراز ہوتے ہوئے ایک ہاتھ کی کہنی کے بل وہ اس پر جھکا تھا۔ بے خبری کی نیند میں غرق وہ اور بھی حسین لگ رہی تھی۔

"کوئی تو بات ہے ضرور یونہی تو نہیں سب گرویدہ ہیں آپ کی صورت کے آئین صاحبہ"۔ وہ سوچ کر بے ساختگی سے مسکرایا پھر دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر بکھری لٹیں آہستگی سے پرے کیں اور اس کے لبوں کا لمس اسے نیند کی وادیوں

Scanned with CamScanner

سے کھینچ لایا تھا۔

''اوں۔ روشان بیگ''۔ وہ کسمسا کر کروٹ بدل گئی تھی۔

''کیا ہے یار سو کیوں رہی ہو؟'' اس نے کہتے ہوئے اسے اپنی جانب گھمالیا تھا۔

''تو اور کیا کروں؟'' آنکھیں موندے وہ اس کے بازوؤں میں سمٹ آئی تھی۔

''دوپہر میں سونے کی عادت ہے؟'' اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا ہوا وہ پوچھ رہا تھا۔

''نہیں۔ مگر یہاں سو جاتی ہوں''۔ وہ اسی طرح آنکھیں موندے پڑی تھی۔

''کیوں؟''

''کچھ کام ہی نہیں ہوتا ہے تو کروں کیا؟''

''ہائیں!'' وہ مصنوعی حیرت سے گویا ہوا۔ یہاں بھابیوں کو تو کام سے چھٹی ہی نہیں ملتی ہے۔ بے چاریاں منہ اندھیرے اٹھ کر مصروف رہتی ہیں تو رات گئے تک بزی ہی رہتی ہیں اور تمہیں کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔ کمال ہے''۔ وہ بہت عام سے لہجہ میں کہہ رہا تھا۔

''خیر یہ بتاؤ پاپا کے گھر کیا کرتی تھیں دن بھر؟ وہی سب یہاں بھی کیا کرو وقت بھی گزر جائے گا تمہارا اور خوامخواہ سونا بھی نہیں پڑے گا''۔

''پاپا کے گھر جو کرتی تھی وہ سب یہاں تھوڑی نا کرسکتی ہوں''۔ وہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

''کیوں نہیں کرسکتی ہو بھلا؟''

''روشان بیگ یہ تمہارا گھر ہے میری سسرال اور سسرال پہنچنے کی چاہ مجھے ہی تھی تو ایڈجسٹ تو میں ہی کروں گی نا کہ محبت بھی میں نے کی ہے تم نے نہیں کہ تم ایڈجسٹ کرو''۔ وہ کہہ رہی تھی۔

''تو یوں سو سو کر ایڈجسٹ کرو گی تم اپنے سسرال میں؟'' وہ بے ساختگی سے ہنسا تھا۔ ''یار ڈھیروں کام ہوتے ہیں گھر کے۔ بھابیوں سے پوچھ کر کیا کرو ناں''۔

غزل

ڈاکٹر علی عباس امید، بھوپال

زندگی تجھ سے کب محبت ہے
جی رہا ہوں مجھے ندامت ہے

شر اور آفت کا ایک مجموعہ ہے
آج کے دور میں شرافت ہے

ڈھے گئے یاد کے کھنڈر سارے
اب کے برسات کچھ غنیمت ہے

میں نے لکھا ہے گاؤں کا نوحہ
شہر والوں کو اس پہ حیرت ہے

میں کہ تہذیب کا صحیفہ ہوں
مجھ کو پڑھنا بڑی سعادت ہے

کیا تصور ہو اس سراپا کا
ان بہاروں میں جس کی رنگت ہے

بات کے جالے دیر تک ہیں
صاف کہنے میں کیا حقیقت ہے

عمر کی دھوپ فرض کی کلیاں
سیا کس لینا بھی اک قیامت ہے

آپ امید سے ملیں تو سہی
نی زمانہ بہت غنیمت ہے

''بھابیاں کچھ کرنے ہی نہیں دیتی ہیں''۔

''ہاں۔ وہ منع کرتی ہیں اور تم ہاتھ جھاڑ کر بیٹھ جاتی ہو''۔

''تو اور کیا کروں، مجھے کوئی تجربہ نہیں ہے کچن اور دگر کاموں کا''۔

''کرو گی تو تجربہ ہوگا ناں''۔

''ہوں''۔ اس نے یونہی سر ہلایا پھر پوچھنے لگی۔ ''تم آج جلدی نہیں آگئے آفس سے؟''

digest library.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

"ہاں۔ کچھ خاص کام نہیں تھا اس لیے جلدی آ گیا۔ یوں بھی "سسر جی" آج کل بے حد مہربان ہیں زیادہ ورک لوڈ ڈالتے ہی نہیں ہیں' سوچتے ہیں داماد جلد سے جلد بھاگے ان کی بیٹی کے پاس"۔ اس کے لہجہ میں شرارت تھی۔

"اور داماد ہی کون سا بھاگا آتا ہے ان کی بیٹی کے پاس"۔ وہ ہونٹ سکوڑ کر بولی۔

"آیا نہیں ہوں آج؟" اس نے گھورا۔

"آج آئے ہو ناں۔ روز روز کہاں آتے ہو؟"

"یعنی کام دھندہ چھوڑ کر تمہارے ساتھ لگا رہوں"

"یہ کب کہا میں نے"۔ اس نے ناراضگی سے پرے دھکیل دیا تھا۔

"چاہتی تو یہی ہو نا"۔

"چاہتی تو میں اور بھی بہت کچھ ہوں روشان بیگ مگر تم سمجھتے کب ہو؟" وہ کہہ کر مسکرائی تھی اور روشان بیگ اس کی حسین مسکراہٹ کا قائل ہو گیا تھا کہ گھر بھر میں سب لوگ یونہی نہیں اس کی ہنسی اور مسکراہٹوں پر فدا تھے کہ وہ مسکرائی ہی زندگی کی طرح تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" اسے محویت سے تکتا پا کر اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"سوچ رہا ہوں تمہاری یہ حسین مسکراہٹیں میں نے کالج لائف میں کیوں نہ محسوس کیں"۔

"کرتے کیسے۔ احساسات سے عاری تھے تم اس وقت۔ بس تنتنائے ہی رہتے تھے ہر وقت فوں فاں کرتے ہوئے"۔ اب وہ ہنس رہی تھی۔ "کتنے ہی گانے گائے میں نے تمہارے پیچھے۔ اپنے لیکچرز بنک کر کے تمہاری ایک جھلک کے لیے گھنٹہ گھنٹہ بھر تمہارے ڈیپارٹمنٹ کے باہر کھڑی رہتی تھی۔ تمہارے دل کو کچھ ہوتا نہیں تھا؟" وہ پوچھ رہی تھی۔

"ہوتا تھا ناں"۔

"کیا؟" مارے اشتیاق کے وہ اٹھ بیٹھی تھی۔

"یہی کہ یہ بدتمیز لڑکی مجھے سارے کالج میں بدنام کر کے چھوڑے گی"۔

"بس یہی سوچتے تھے؟" اس کا منہ بن گیا۔

"تو اور کیا سوچتا؟"

"یہی کہ اتنی حسین وجمیل امیر زادی راہوں میں کھڑی ہے بڑھ کر اس کی پذیرائی کروں"۔

"اوشٹ"۔ اسے ہنسی آ گئی۔ "میں یہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ ہمیشہ میرے ذہن میں تمہارا ہائی اسٹینس رہتا تھا اور میں تو خواہش اسی چیز کی کرنے کا قائل ہوں جسے میں اپنی محنت سے حاصل کر لوں"۔

"میں کوئی چیز نہیں ہوں"۔

"مگر میری خواہشوں میں بھی تو نہیں ہو"۔

"کیا اب بھی نہیں ہوں؟" وہ اسے دیکھنے لگی تھی۔

"پتہ نہیں"۔ اس کا گول مول سا جواب تھا۔

"بہت کنجوس ہو روشان بیگ اپنے جذبوں کے اظہار کے معاملہ میں"۔ وہ چڑ کر اس کے بازو پر گھونسہ مار کے بیڈ سے اتر گئی تھی۔

"ہوں۔ عقلمند ہو گی تو اشارہ ہی کافی سمجھو گی"۔

اسے باتھ روم کے دروازے کے پیچھے گم ہوتا دیکھ کر وہ سوچ رہا تھا۔ "آج ایک بات تو ڈال دی ہے ذہن میں تمہارے اب دیکھنا ہے کہ تم کب سمجھ کر میرے گھر کے کام کاج میں حصہ لیتی ہو کب ویسی بنتی ہو جیسی میں چاہتا ہوں"۔ وہ سوچوں میں گم تھا۔

☆☆☆

بہت سارے کپڑے جمع ہو گئے ہیں روشان۔ دھونے کے لیے دے دو ناں"۔ وہ آفس جانے کی تیاریوں میں مصروف تھا جب وہ کہنے لگی تھی۔

"کہاں دے دوں؟" وہ سمجھا نہیں یا جان کر انجان بنا وہ اندازہ نہ کر سکی تھی۔

"دھونے کے لیے دو ناں۔ کس لانڈری میں دیتے ہو؟" وہ بولی۔

"کپڑے گھر میں ہی دھوئے جاتے ہیں"۔ وہ

Scanned with CamScanner

بالوں میں برش پھیرتا ہوا بولا۔
"گھر میں! کون دھوتا ہے۔ کیا کوئی کپڑے دھونے والی ہے الگ سے؟" وہ قدرے حیران ہوئی۔
"محترمہ آئین صاحبہ"۔ وہ برش رکھ کر اس کی جانب گھوما۔ "کتنے دن ہوئے ہماری شادی کو؟"
"بیس"۔ وہ بلا تامل بولی مگر الجھی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
"تو ان بیس دنوں میں تم نے جھاڑو پونچھا کرنے والی شمو کے علاوہ کوئی اور نوکر دیکھا گھر میں؟"
"نہیں"۔ اس کا سر نفی میں ہل گیا تھا۔
"تو پھر کپڑے کون دھوتا ہے' ظاہری بات ہے بھابیاں ہی دھوتی ہیں۔ ہمارے گھر میں شمو کے علاوہ کوئی نوکر نہیں ہے اور شمو صرف جھاڑو پونچھا ہی کرتی ہے بس۔ باقی کے سارے کام بھابیاں اور بڑی اماں وغیرہ کرتی ہیں"۔ وہ بہت عام سے انداز میں کہتا ہوا اس پر ایک گہری سی نظر ڈال کر مسکرایا تھا جو ہونق سی کھڑی اسے ہی تک رہی تھی۔
"کیا ہوا؟" اس نے شانوں سے تھام کر چونکایا۔
"نن۔ نہیں۔ کچھ نہیں"۔ اس نے چونک کر نفی میں سر جھٹکا پھر ایک دم ہی مسکرائی تھی۔
"چلتا ہوں"۔ اس کی مسکراہٹ چنتے ہوئے وہ شوخ ہوا تھا۔
"بے ایمان کہیں کے"۔ اس کی ناک کھینچ کر ہنستی ہوئی وہ پلٹ گئی تھی پھر ایک دم ہی کچھ یاد آنے پر کہنے لگی تھی۔
"اچھا سنو۔ کل صوفیہ نے فون کیا تھا۔ آج ڈنر پر انوائٹ کیا ہے اس نے ہم دونوں کو۔ چلو گے ناں؟"۔
"ہوں"۔ اثبات میں سر ہلاتا ہوا وہ کمرے سے نکل گیا تھا اور جب شام کو لوٹا تو خوشگوار سی

غزل

احمد علی شاد قاسمی

نفرت سے کم نہیں ہے محبت کسی کی اب
مجھ پہ عیاں ہوئی ہے حقیقت کسی کی اب

کھائے ہیں کتنے زخم محبت کے نام پر
مجھ کو نہیں قبول محبت کسی کی اب

آیا ہے چاندنی کا تسلط وہاں نظر
لائی ہے رنگ چاندسی صورت کسی کی اب

سینہ سپر ہے جھوٹ صداقت کے روبہ رو
دنیا اجاڑ دے گی سیاست کسی کی اب

یکسر نہیں کسی میں وہ اوصاف سروری
ہوتی نہیں گوارا امامت کسی کی اب

کہہ دے یہ ان سے میرے حوالے سے کوئی شاد
ہر گز نہیں ہے مجھ کو ضرورت کسی کی اب

digestlibrary.com

حیرتیں اس کی منتظر تھیں۔ اس نے آئین کو بھابیوں کے ساتھ مل کر کپڑوں کی دھلائی میں مصروف پایا تھا۔
"محترمہ عقلمند ہیں"۔ وہ سوچتا مسکراتا دادا جی کو سلام کر کے اپنے کمرے میں چلا آیا تھا اور جب چیخ چیخ کر کے نیچے ہال میں آیا تو تینوں بھائی بھی پہنچ چکے تھے۔ بھابیوں نے فوراً چائے کے ساتھ ہلکا پھلکا ناشتہ ٹیبل پر رکھ دیا تھا اور حسب عادت ہنسی مذاق کرتے ہوئے تینوں بھائی ناشتہ کے ساتھ اس کو بھی کھینچنے میں لگ گئے تھے جبکہ ابو جی وغیرہ نے ان سے کچھ پرے اپنی محفل سجا رکھی تھی۔
"تمہیں اور آئین کو آج ڈنر پر جانا ہے جاؤ تیاری کرو ناں جانے کی"۔ کچھ دیر بعد رومانا بھابی کہنے لگیں۔
"ابھی تو دیر ہے بھابی۔ عشاء بعد جائیں گے

Scanned with CamScanner

تا"۔ وہ بولا۔
"سسرال جاؤ گے تو ایک دم کھانے کے وقت پر۔ ذرا پہلے سے نہیں جاسکتے"۔ زویا نے ٹوک دیا تھا۔
"چلو اٹھو۔ تیار ہو کر ابھی نکلو۔ ذرا آؤٹنگ بھی کرا دینا آئین کو۔ اٹھو آئین تم بھی چلو"۔ فرح نے کہتے ہوئے دونوں کو اٹھا دیا تھا۔
"یار کیا مزے ہیں اپنے روشان میاں کے"۔ پیچھے سے اس نے عمران بھائی کا شوخ جملہ سنا تھا۔
"بھائی اور بھابیاں کتنی پیاری نیچر کی ہیں نا"۔ اس کے ساتھ کمرے کی جانب جاتی ہوئی وہ بولی تھی۔
"ہوں"۔ وہ محض سر ہلا کر رہ گیا تھا۔
"اب چلو ناں تیاری کرو بیٹھ کیا گئے ہو؟" وہ بیڈ پر ایزی ہو کر بیٹھا تو وہ ٹوک کر بولی۔
"چلتے ہیں نا یار"۔ اس نے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ تھام کر اپنے سامنے بیٹھا لیا تھا۔
"کپڑے دھو رہی تھیں؟" اس کے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا جو خلاف عادت زیادہ دیر تک پانی اور ڈٹرجنٹ میں بھیگنے کی وجہ سے سفید ہو رہے تھے۔
"ہاں"۔ وہ مسکرائی تھی۔
"کیوں؟"۔
"کیوں کیا؟" وہ اسے دیکھنے لگی۔ "بھابیاں دھو رہی تھیں تو میں بھی لگ گئی۔ ویسے تو مشین ہے مگر کتنے سارے کام ہاتھوں سے کرنے پڑتے ہیں آج جانا میں نے۔ آج پہلی بار بڑا اچھا لگا کپڑے دھو کر۔ میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں دھوئے مگر آج مزا آ گیا۔ بھابیوں سے پوچھ پوچھ کر میں نے اپنے اور تمہارے سارے کپڑے دھو ڈالے۔
"لیکن تمہارے ہاتھ تو دیکھو۔ کتنے خراب ہو گئے ہیں"۔ وہ بولا۔
"ہاں۔ ابھی عادت نہیں ہے نا اس لیے"۔ وہ ایک نظر اپنے ہاتھوں پر ڈال کر اسے دیکھنے لگی تھی۔
"تمہیں کیا ضرورت تھی میرے کپڑے دھونے کی"۔ وہ جانے کیوں بحث کر رہا تھا۔
"نہیں دھوتی تو کیا نوکر لگاتے تم یا لانڈری میں دھلواتے؟"۔
"نوکر لانڈری کیوں۔ بھابیاں دھوتی تھیں نا"۔
"ہاں۔ دھوتی تھیں مگر اب میں ہوں تو میں ہی دھوؤں گی آفٹر آل تمہاری بیوی ہوں میں اور دادی جی کہتی ہیں بیوی کو اپنے شوہر اور اس کے گھر کے سارے کام کاج خود ہی کرنے چاہئیں"۔
"اور بیوی کو جو کاموں کی عادی نہ ہو تو؟"۔
"تو پھر شوہر کو سوچنا چاہئے بیوی سے سوال کرنے کی بجائے"۔ وہ اسے لاجواب کر کے اٹھ گئی تھی۔
"ویسے تم جیسی نظر آتی ہو ویسی ہو نہیں"۔ وہ بے ساختگی سے مسکرایا تھا۔
"روشان بیگ تم مجھے جانتے ہی کتنا ہو۔ میں بقول تمہارے بدتمیز منہ پھٹ اور زندگی کو کھیل سمجھنے والی ہی سہی مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں اتنی کہ نہ تم اندازہ کر سکتے ہو اور نہ میں بتا سکتی ہوں"۔ وہ ایک بار پھر اسے لاجواب کر چکی تھی۔
"خیر دیکھیں گے ہم بھی تمہاری محبت"۔ وہ مسکراتا ہوا اٹھ گیا تھا۔

☆☆☆

ایک ایک کر کے دن گذرتے چلے جا رہے تھے اور وہ دھیرے دھیرے ان سب کے ساتھ ان کے گھریلو ماحول میں ایڈجسٹ ہو رہی تھی۔ کچن میں کھانے بنانے سے لے کر کپڑے برتن وغیرہ دھونے تک کے کاموں میں وہ بھابیوں کے ساتھ برابر سے لگی رہتی تھی۔ گھر کا ہر فرد اسے پسند کرتا تھا تو وہ بھی ہر ایک کی خدمت کے لیے تیار رہتی تھی۔ "مطلب یہ کہ میرے گھریلو ماحول میں واقعی ایڈجسٹ ہو جاؤں گی تم"۔ روشان نے یہ سوچ کر اطمینان کی سانس لی ہی تھی کہ امی کی بات نے سارا

digest library.com

Scanned with CamScanner

اطمینان کافور کر دیا تھا۔

''آج آفس بعد میں جانا ہوا پہلے آئین کو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ''۔ ناشتہ کی میز پر انہوں نے اسے مخاطب کیا تھا۔

''ڈاکٹر کیوں؟'' وہ چونکا تھا۔

''کیوں کیا۔ بیوی ہے وہ تمہاری اور تمہیں اس کے سکھ دکھ کی ذرا بھی خبر ہے کہ نہیں''۔ امی ایک دم بگڑ گئیں۔ ''دیکھتے نہیں ہو اس کے ہاتھ کتنے خراب ہو رہے ہیں کپڑے وغیرہ دھو دھو کر۔ اس پر ایک آدھ مرچیں ہی کاٹ لے یا پیس لے تو دن دن بھر اس کی ہتھیلیاں جلتی رہتی ہیں۔ بیٹا وہ عادی نہیں ہے ان سب کاموں کی مگر کوشش کر تو رہی ہے ناں صرف تمہاری خاطر تو کیا تم اس کی تکلیف پر اس کا علاج بھی نہیں کرا سکتے ہو۔ اسے آج ہی لے جاؤ کسی جلدی امراض کے ماہر ڈاکٹر کے پاس''۔

''یہ سب اس نے کہا ہے آپ سے؟'' حسب عادت وہ بھنایا تھا۔

''نہیں۔ میں خود کہہ رہی ہوں''۔ امی اسے گھورنے لگیں۔ ''وہ نہیں کچھ کہتی ہے وہ تو پاگل لڑکی ہے اور تم خوب فائدہ اٹھا رہے ہو اس کے 'پاگل پن' کا''۔

''واٹ نان سنس''۔ وہ خوب ہی چڑا۔ ''وہ آپ کی چہیتی کے ہاتھ ذرا کیا خراب ہوئے آپ تو لے کر میرے پیچھے پڑ گئیں۔ عادی نہیں ہے تو ہو جائے گی کاموں کی۔ اتنی ذرا سی بات کے لیے محترمہ کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی کیا ضرورت؟''

''مطلب یہ کہ نہیں لے جاؤ گے تم؟'' امی اسے گھورنے لگیں۔

''میں ضروری نہیں سمجھتا''۔

''روشان بیٹا سدھر جاؤ ورنہ.....''

''اپنی چہیتی کو سدھارئیے کہ سدھار کی ضرورت اسے ہے''۔ امی کی پوری بات سنے بغیر ہی وہ ناشتہ ختم کر کے اٹھ گیا تھا اور امی بس فکرمندی سے اسے جاتا دیکھتی رہ گئی تھیں۔ میز پر فی الوقت گھر کا کوئی اور فرد موجود نہیں تھا ورنہ وہ اتنی آسانی سے انہیں دوٹوک جواب دے کر نکل نہیں سکتا تھا۔

''اوئے میاں صاحب زادے کدھر کو چلے؟''

وہ جا رہا تھا اور بھائی لوگ آ رہے تھے ناشتہ کی میز تک تو اسے چھیڑے بغیر آگے بڑھنے سے تو رہے۔

''آفس جا رہا ہوں''۔ اس نے عجلت سے کہتے ہوئے تینوں کی سائڈ سے نکلنے کی کوشش کی تھی مگر وہ کہاں اسے چھوڑنے والے تھے۔ عمران بھائی دروازے پر ڈٹے تھے تو ذیشان و امان ان کے دائیں بائیں جمے کھڑے تھے شرارت سے مسکرا

غزل

شاداب اعظمی

تو نہ پائے گا محبت کا صلہ میرے بعد
کیونکہ اٹھ جائے گی دنیا سے وفا میرے بعد

پھر کوئی ہجر میں تڑپے گا نہ روئے گا کبھی
ختم ہو جائے گی یہ ساری بلا میرے بعد

کوئی صحراؤں میں بھٹکے گا نہ کہساروں پر
مجھ کو ڈھونڈے گی بیاباں کی ہوا میرے بعد

صبح سے شام تلک شام سے پھر صبح تلک
کون دے گا تجھے ہر وقت صدا میرے بعد

ہوگا افسوس اسے اپنے کیے پر اک دن
مجھ کو معلوم ہے روئے گی قضا میرے بعد

مجھ سے ملنے کے لیے لوگ یہاں آتے ہیں
کون پوچھے گا 'نیاؤج' کا پتہ میرے بعد

مر گیا جس کی تمنا لیے دل میں شاداب
کر رہا ہے وہی جینے کی دعا میرے بعد

(نوٹ: NIYAUJ (نیاؤج) میرے گاؤں کا نام ہے)

Scanned with CamScanner

digestlibrary.com

رہے تھے۔

"کیا مصیبت ہے یار۔ راستہ تو دیں مجھے"۔ وہ قدرے جھلایا۔

"راستہ خود بنانا پڑتا ہے میاں دیتا کوئی نہیں ہے"۔ تینوں پر خاک اثر نہ تھا۔

"اور ویسے بھی آج تم نے آمین کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہے۔ آفس جانے کی کیا جلدی ہے؟"۔ ذیشان بھائی کہہ رہے تھے۔

"مطلب یہ کہ سارے میں ڈھونڈورا پیٹا جاچکا ہے"۔ وہ خوب ہی بھنایا تھا۔

"بات ہی ڈھنڈورا پیٹنے والی ہے کہ بھئی ایک امیرزادی میاں روشان کے پیار میں پاگل کپڑے دھو رہی ہے، برتن دھو رہی ہے، کھانے بنارہی ہے، مرچیں پیس رہی ہے، کاٹ رہی ہے اور اپنے خوبصورت ہاتھوں کا ستیاناس کر رہی ہے تو......؟"۔

"پلیز شٹ اپ"۔ وہ امان بھائی کی پوری بات سنے بغیر ہی انہیں دھکیلتا ہوا نکل کر اپنے کمرے کی جانب چل دیا تھا۔

"یہ نہیں سدھرے گا"۔ تینوں کی متفقہ رائے تھی۔ اور جب وہ کمرے میں آیا تو دیکھا وہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑی بالوں میں برش کر رہی تھی۔

"کیا۔ تکلیف کیا ہے تمہیں"۔ وہ بلا کسی تمہید کے مخاطب ہوا تھا کافی بگڑے موڈ کے ساتھ۔

"ایں!" وہ حیران سی اس کی جانب پلٹی تھی۔ "مجھے کیا تکلیف ہوئی بھلا؟"۔

"تو پھر امی کیوں کہہ رہی ہیں کہ تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جایا جائے"۔ وہ خواہ مخواہ جھنجھلایا تھا۔

"مجھے کیا پتا؟" وہ یکسر انجان بن گئی۔

"واہ۔ کیا شان بے نیازی ہے"۔ وہ اور بھی چڑا تھا۔ "سارے گھر کو پتا ہے ایک تمہارے سوا کہ محترمہ کے ہاتھ خراب ہورہے ہیں کپڑے دھودھو کر اس لیے انہیں کسی ماہر Dermatologist کو دکھایا جائے۔"

"میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا کسی سے"۔ اس کی چڑ چڑاہٹ اسے مزا دے گئی تھی جب ہی تو لبوں پر مسکراہٹ چمکی تھی۔

"تو پھر امی نے کیوں کہا مجھ سے کہ تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں"۔

"محبت کرتی ہیں نا مجھ سے اس لیے میری ذرا سی بھی تکلیف ان سے دیکھی نہیں جاتی"۔

"اچھا۔ تو تم اب امی کے کاندھے پر بندوق رکھ کر چلایا کروگی"۔ وہ خوب ہی تپا۔

"جی نہیں۔ مجھے کسی کے کاندھے کی ضرورت نہیں یہ میں ڈائرکٹ چلا سکتی ہوں مگر چلاؤں گی نہیں کیونکہ میں تم سے محبت کرتی ہوں سمجھے تم روشان بیگ"۔

"ہونہہ۔ محبت"۔ وہ سر جھٹک کر اپنے جوتے پہننے لگا تھا۔ "ذرا سی تکلیف ہوئی نہیں کہ سارے میں ڈھنڈورا پیٹ دیا اس پر یہ دعویٰ کہ خود کو بدلوگی میری محبت میں"۔

"فار گاڈ سیک۔ چپ ہوجاؤ روشان بیگ"۔ اب وہ چڑی تھی۔ "میں نے کسی سے کچھ نہیں کہا۔ ابھی وہ دیدۂ بینا نہیں ہے تمہارے پاس جو تم دیکھ سکو کہ میں کتنی بدل چکی ہوں۔"

"ہاں میں تو اندھا ہوں"۔

"خود اعتراف کررہے ہو تو یقیناً ہوگے"۔ وہ زیرلب بڑبڑاتی ہوئی جانے لگی تھی کہ معاً اسنے بازو پکڑلیا۔

"کہاں چلیں؟"

"ناشتہ کرنے۔ تمہاری باتوں سے پیٹ نہیں بھرتا ہے میرا"۔ وہ ہونٹ سکوڑ کر بولی۔

"ٹھیک۔ تو جلدی سے ناشتہ کرو اور چلو"۔ وہ کہہ کر مسکراہٹ چھپا گیا تھا۔

"کہاں چلوں؟" وہ ٹھٹکی۔

"ڈاکٹر کے پاس"۔

"مجھے نہیں جانا"۔ وہ اس کی گرفت سے بازو

Scanned with CamScanner

پھر اٹھی تھی۔

"چلو یار ورنہ امی تو بعد میں بھائی لوگ پہلے میرا ناطقہ بند کریں گے"۔

"امی اور باقی سب کے خیال سے لے جا رہے ہو تو مجھے نہیں جانا"۔

"یہ کیا بات ہوئی؟"۔

"تمہیں خود کیوں کوئی احساس نہیں ہوتا ہے روشان بیگ۔ میری پرابلمز دوسرے لوگ تمہیں بتائیں گے تب ہی جانو گے کیا تم؟"۔

"مجھے الہام تو نہیں ہوتے یار محبت تو تم کرتی ہو تمہیں ہوتے ہوں گے"۔

"تم جاؤ آفس۔ مجھے کہیں نہیں جانا"۔ وہ اسے گھورتی ہوئی چلی گئی تھی۔

"سچ مچ پاگل ہے"۔ وہ مسکراتا ہوا اپنی تیاریوں میں لگ گیا تھا۔

☆☆☆

وہ دھیرے دھیرے ایک مڈل کلاس فیملی میں گھلتی ملتی جارہی تھی۔ گھر کا ہر فرد ہمہ وقت اس سے تعاون کرنے کو تیار ہوتا تھا ہاں بس روشان بیگ کے رویے کبھی کبھار اسے ہرٹ کر جاتے تھے مگر بہر حال وہ بہت مگن اور خوش تھی۔ پاپا بھی اسے اپنی گرہستی میں ایڈجسٹ ہوتا دیکھ کر بہت مطمئن تھے مگر ان دنوں اس کی طبیعت میں عجیب سی بے کلی سا گئی تھی۔ شاید گرمی کی شدت کی وجہ سے وہ راتوں کو بے چین سی پھرتی تھی۔ دن تو کاموں میں مصروف رہ کر گزر جاتا تھا لیکن راتوں کو وہ ٹھیک سے سو نہیں پا رہی تھی۔ اور اس رات بھی وہ بے چینی سے کروٹیں بدلتے بدلتے تھک گئی تھی تو کمرے کا دروازہ کھول کر راہداری میں نکل آئی تھی حالانکہ روشان بہت آرام سے سو رہا تھا لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

"یہ گرمی میں کیسے برداشت کروں گی۔ پلیز گاڈ ہیلپ می"۔ بے کلی سے سوچتی ہوئی وہ تھکے تھکے انداز میں راہداری میں پڑی کرسی پر بیٹھ گئی تھی

اور تب ہی امی جی نے اسے پیچھے سے دیکھا تھا' وہ پانی لینے اپنے کمرے سے نکلی تھیں کہ نظر اچانک اوپر اٹھ گئی تھی اور راہداری میں اسے تنہا بیٹھی دیکھ کر امی اوپر چلی آئی تھیں۔

"آمین۔ بیٹے کیا ہوا؟" وہ کرسی سے پشت لگائے ایزی انداز میں پڑی تھی۔ امی کی آواز پر ایک دم ہی سیدھی ہو بیٹھی۔

"یہاں کیوں بیٹھی ہو بیٹے۔ روشان کہاں ہے؟" پوچھنے کے ساتھ ہی انہوں نے پلٹ کر اس کے کمرے کی طرف دیکھا تھا۔ کھلے دروازے پر لگے ہلتے ہوئے پردے کی اوٹ سے انہیں بیڈ پر محو خواب روشان نظر آرہا تھا۔

"جاؤ سو جاؤ بیٹے"۔ انہوں نے کہتے ہوئے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"آپ سو جائیں امی جی۔ میں ٹھیک ہوں"۔ وہ دھیرے سے بولی تھی۔ "مجھے نیند نہیں آرہی گرمی بہت ہے"۔ کہتے کہتے وہ کھڑی ہوگئی تھی۔ "آپ کیوں جاگ رہی ہیں امی جی؟" وہ پوچھنے لگی تھی۔

"میں تو پانی لینے نکلی تھی' تمہیں دیکھا تو اوپر چلی آئی۔ جاؤ سو جاؤ بیٹے"۔

انہوں نے پرسوچ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے ایک بار پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ اور پھر گرمیوں کی اکثر راتوں میں امی جی نے اسے کبھی راہداری میں تو کبھی چھت پر ٹہلتے پایا تھا اور جب وہ برداشت نہ کرسکی تھیں جب ہی ایک روز ابو جی سے کہنے لگیں۔

"روشان کے ابو ایک اے سی لگوا دیں نا بوا کے کمرے میں"۔

"ہیں!" ابو جی بری طرح چونکے تھے۔ "اے سی کیوں؟ وہ بھی روشان کے کمرے میں؟"

"ہاں بوا کے کمرے میں۔ دیکھیں ناں موسم کتنا گرم جارہا ہے آج کل"۔ وہ بولیں۔

digest library.com

Scanned with CamScanner

"موسم تو ہر سال ہی جاتا ہے۔ پہلے تو کبھی نہیں کی آپ نے اے سی کی بات"۔

"میں اب بھی نہیں کرتی روشان کے ابو مگر اس بچی کی بے چینی دیکھی نہیں جاتی مجھ سے"۔ وہ کہنے لگیں۔ "جب سے گرمیاں شروع ہوئی ہیں اس بچی کو بے چینی سے راتوں کو ادھر ادھر ٹہلتا پاتی ہوں میں۔ ہم تو عادی ہیں موسم کی سختیاں جھیلنے کے مگر وہ بچی تو نہیں ہے نا"۔

"کیا آمین نے کہا ہے اے سی کے لیے؟" ابو جی پوچھنے لگے۔

"نہیں۔ وہ تو کچھ نہیں کہتی ہے بلکہ ہر طرف سے ہمارے ساتھ ایڈجسٹ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ یہ تو میں کہہ رہی ہوں مجھ سے نہیں دیکھی جاتی اس کی حالت۔ موسم معتدل تھا تو ٹھیک تھا مگر یہ گرمی برداشت کرنے میں اسے دشواری ہو رہی ہے۔ لگوا دیں نا اے سی"۔ امی منت کر رہی تھی۔

"اپنے ببوا سے کہیے لگوا لے گا"۔ ابو جی بولے۔

"امی سے کہتا ہوتا تو آپ سے کیوں کہتی میں"۔ امی بگڑنے لگیں۔ "پتا ہے نا آپ کو اس کے مزاج کا۔ ابھی اے سی کی بات کروں گی تو مجھے جو کہے گا سو کہے گا اوپر سے دس باتیں اس بچی کو سنا ڈالے گا"۔

"اور میں نے اے سی لگوا دیا تو کیا مجھے نہیں کہے گا کچھ تمہارا ببوا"۔

ابو جی کہہ کر مسکراہٹ چھپا گئے تھے۔

"آپ اس کے باپ ہیں یا وہ آپ کا ہے؟" امی اور بھی خفا ہوئیں۔ "اس کی زبان میرے ہی سامنے کھلتی ہے۔ آپ سے بحثیں نہیں کرتا ہے۔ بس اے سی لگوا دیں آپ کل ہی"۔

"اور جو وہ گرم ہوا تو؟"

"تو میں سنبھال لوں گی"۔ امی طویل سانس لے کر کہنے لگیں۔ "کل صبح تو وہ کام کے سلسلہ میں چار دنوں کے لیے دلی جا رہا ہے۔ اس کی غیر موجودگی میں لگوا دیں جب آئے گا واپس کچھ کہے گا تو دیکھ لوں گی میں۔ فی الحال وہ بچی تو کم از کم چین کی سانس لے۔ اتنی پیاری بچی ہے۔ کیسا گھل مل کر رہتی ہے ہمارے ساتھ تو کیا اس کے آرام کے لیے ہم اتنا نہیں کر سکتے"۔

"کر سکتے ہیں بھئی اور ضرور کریں گے"۔ ابو جی نے رضامندی دے دی تو امی جی اطمینان کی سانس لے کر مسکرا دیں۔

گرمیاں اپنے عروج پر تھیں جب وہ چار دنوں بعد گھر واپس آیا تھا اور سب سے مل ملا کر اپنے کمرے میں آیا تو ٹھنڈک کے احساس نے ذہن و جسم پر بڑا تاثر چھوڑا تھا۔

"یہ میرا کمرہ اتنا ٹھنڈا کیوں ہے؟" اگلے ہی پل ذہن میں سوال ابھرا تھا اور سامنے دیوار پر نظر پڑتے ہی اس کی بھنویں تن گئی تھیں۔

"اے سی کہاں سے آیا؟" وہ روکھے سے لہجہ میں اس سے پوچھنے لگا جو اس کا ٹریول بیگ خالی کر رہی تھی۔

"آئے گا کہاں سے۔ امی جی نے لگوایا ہے"۔ وہ بظاہر مصروف سے انداز میں بولی تھی۔ مگر اندر ہی اندر خوفزدہ بھی تھی کہ کہیں وہ کوئی بکھیڑا نہ کھڑا کر دے۔ حالانکہ اس نے تو بہت منع کیا تھا امی جی کو اس کی خفگی کے احساس سے مگر امی جی نے اے سی لگوا ہی دیا تھا اس کے کمرے میں۔

"کب؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"جس دن تم دلی گئے تھے"۔ وہ بیگ خالی کر کے اٹھ گئی تھی۔ "چلو تاں تم نہا دھو کر فریش ہو جاؤ تب تک میں چائے ناشتہ لے آتی ہوں"۔ کہتی ہوئی وہ جلد سے جلد اس کے سامنے سے ہٹ جانا چاہتی تھی کہ اس کے خطرناک تیور بھانپ چکی تھی۔

"اے سی امی نے لگوایا ہے یا تم نے اپنے پاپا سے کہہ کر؟" بازو سے تھام کر اسے اپنی جانب کھینچتے

Scanned with CamScanner

digest library.com

ہوئے وہ قدرے جارحانہ ہو گیا تھا۔

"میں کیوں لگواتی بھلا پاپا سے کہہ کر؟" بازو پر اس کی گرفت سخت تھی پھر بھی اس نے اس کی گرفت سے بازو چھڑانے کی سعی نہیں کی تھی۔

"امی کو کیا پڑی تھی اے سی لگوانے کی۔ وہ بھی نہیں ہم سب ہی عادی ہیں موسم کی گرمیاں، سردیاں برداشت کرنے کے۔ تم نہیں ہو، تم ہی نے کہا ہوگا، ہے نا؟"

"میں نے کچھ نہیں کہا۔ تم پوچھ لو جا کر امی جی سے"۔

"میں نے کہا تھا ناں تم سے کہ مجھ سے شادی کی ہے تو اسی طرح رہنا ہوگا جس طرح میں رہتا ہوں۔ کہا تھا ناں تم سے"۔ وہ اس کی توقع کے عین مطابق بھڑک رہا تھا۔

"میں رہ تو رہی ہوں اسی طرح"۔

"پھر اے سی کیوں لگوایا؟"

"میں نے نہیں لگوایا۔ پلیز روشان بیگ بازو چھوڑو میرا، درد ہو رہا ہے مجھے"۔ کہتے کہتے وہ ایک دم ہی سسک اٹھی تھی۔

"اوہ شٹ۔ یہ اور ہوئی"۔ اس کا بازو چھوڑ کر وہ جھلایا ہوا پلٹ کر باتھ روم میں چلا گیا تھا اور جاتے جاتے دروازہ زوردار آواز سے بند کر کے اپنی ناراضگی کا مزید اظہار کر گیا تھا۔

"اب میں کیا کروں۔ یہ تو ضرورت سے زیادہ ری ایکٹ کر رہا ہے۔ کتنا منع کیا تھا میں نے امی جی کو مگر انہوں نے ایک نہ سنی"۔ آنسو پونچھ کر بازو سہلاتی ہوئی وہ کچن میں چلی آئی تھی۔

"یہ لے جاؤ روشان کے لیے"۔ روما بھابی ناشتہ کی ٹرے تیار کر چکی تھیں اس کے آنے پر اسے تھما کر بولیں تو وہ ٹرے لے کر واپس اپنے کمرے میں چلی آئی اور ٹیبل پر رکھ کر اس کے باتھ روم سے نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔ اور جب کافی دیر بعد وہ باتھ روم سے نکلا تو بیڈ پر اس کے پاس بیٹھنے کی بجائے دور صوفہ پر جا بیٹھا تھا۔

"کچھ کھا لیتے ناں"۔ وہ طویل سانس لے کر ٹرے لیے اس کے پاس آ بیٹھی تھی۔

"بھوک نہیں ہے"۔ وہ تیز نظر اس پر ڈال کر شرٹ کی آستین فولڈ کرنے لگا تھا۔

"ناراض ہو روشان بیگ"۔ ٹرے میز پر رکھ کر وہ پوچھنے لگی۔

"میں کون ہوں ناراض ہونے والا"۔ اس کے انداز روکھے ہی تھے۔

"تم ہی تو سب کچھ ہو"۔ کہتے کہتے وہ اس کے بازو پر چہرہ ٹکا گئی تھی۔ "اتنے دنوں کے بعد آئے ہو اور منہ پھلا کر بیٹھ گئے ہو، یہ تک نہیں پوچھا کہ تمہارے بغیر یہ چار دن کیسے گزارے میں نے؟"۔

"بہت مزے سے گزارے تم نے چار دن میرے بغیر، مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ اسے پرے کر کے وہ اٹھ گیا تھا۔ "بڑے دعوے تھے نا میری محبت کے تو چار دن کی گرمی نے سارے کس بل نکال دیے اور محترمہ آئین صاحبہ اے سی کی ٹھنڈک میں بیٹھ کر محبت فرمانے لگیں۔ چہ خوب"۔

"روشان پلیز۔ اتنے روڈ کیوں ہو رہے ہو؟" وہ روہانسی ہونے لگی تھی۔

"ایسا ہی ہوں میں"۔

"ایسے نہیں تھے۔ آج ہوئے ہو"۔

"تم ہی نے کیا ہے"۔ وہ کہتا ہوا چلا گیا تھا اور وہ نچلا لب دانتوں تلے دبائے نیچے کچن کی طرف چلی آئی تھی جب اسے امی جی کے کمرے سے روشان کی تیز آوازیں سنائی دی تھیں۔

"میرے پاس آؤ بچے۔ سر پھرا لڑکا ہے وہ"۔ وہ امی جی کے کمرے کی طرف جانے لگی تھی کہ معاً دادی جی اپنے کمرے سے نکلی تھیں اور اسے اپنے ساتھ ہی اندر لے آئی تھیں۔

"میں نے کہا تھا ناں دادی وہ بہت خفا ہوگا۔ کہا تھا ناں"۔ جانے کیوں اسے بہت رونا آ رہا

digest library.com

تھا۔ دادی کے پلنگ پر بیٹھ کر ان کی گود میں سر رکھی ہوئی وہ رونے لگی تھی۔ ''اب پتا نہیں کیا کرے گا امی جی سے خواہ مخواہ کی بحثیں کر کے''۔

''کچھ نہیں کرے گا وہ۔ ہے نا تمہاری ساس' سیدھا کرنا جانتی ہے اسے۔ تم فکر نہ کرو بچی''۔ دادی جی محبت سے سر تھپک رہی تھیں جبکہ اس کا سارا دھیان امی جی کے کمرے کی طرف تھا جہاں وہ امی جی سے مخاطب تھا۔

''اے سی آپ نے لگوایا میرے کمرے میں؟'' وہ امی جی سے پوچھ رہا تھا۔

''تمہارے ابو جی نے لگوایا ہے''۔ امی بڑے مزے سے بولیں تو اندر موجود ابو جی انہیں گھور کر رہ گئے۔

''کیوں مگر؟'' وہ ابو جی کی جانب گھوما مگر تیور قدرے نرم کر کے۔

''بھئی تمہاری امی نے کہا تو ہم نے لگوا دیا''۔ ابو جی کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئے تھے کہ ماں بیٹے کی بحثوں میں وہ کم ہی پڑتے تھے۔

''آپ نے کس کے کہنے پر اے سی لگوایا''۔ وہ امی کی طرف گھوما۔

''مجھ سے بھلا کون کہے گا؟'' امی انجان بنیں۔

''ہے نا وہ آپ کی چہیتی بہو''۔ وہ چڑا۔

''ہاں ہے تو وہ میری چہیتی''۔ امی مسکراہٹ چھپا گئی تھیں۔ ''اور اس نے مجھ سے بالکل نہیں کہا۔ وہ تو منع ہی کر رہی تھی مگر میں نے لگوا دیا کہ وہ عادی نہیں ہے گرمیاں سہنے کی''۔

''عادی نہیں ہے تو ہو جائے گی نا ضرورت کیا ہے اے سی کی''۔ وہ اور بھی چڑا۔

''کیوں۔ وہ ہی کیوں ہر چیز کی عادی ہو؟'' اب کے امی بھی گرم ہوئیں۔ ''ہمیشہ وہ ہی کیوں ایڈجسٹ کرے۔ وہ ہی کیوں اپنی عادتیں بدلے۔ شادی تو تم نے بھی کی ہے نا اس سے تو اس کے لیے اپنی کوئی عادت نہیں بدل سکتے''۔ ذرا سا تم بھی ایڈجسٹ نہیں کر سکتے؟''

''میں کیوں کروں۔ چاہ تو اسے ہی تھی نا میری تو ایڈجسٹ بھی وہی کرے ناں''۔

''عجب منطق ہے تمہاری بھی ہوا۔ چاہ اسے ہی تھی اور ہے بھی' یونہی نہیں وہ اتنے دن نکال گئی اس گھر میں تمہارے ساتھ''۔ امی سنجیدگی سے گویا ہوئی تھیں۔ ''ورنہ وہ جس طبقہ سے آئی ہے نا اس طبقہ کی لڑکیاں یہ سارے گھریلو کام کاج نہیں کرتی ہیں' ایڈجسٹ کرتی نہیں کروائی ہیں مگر وہ ایڈجسٹ کر رہی ہے۔ جب وہ تمہاری چاہ میں تمہارا گھر بنانے کے لیے خود کو اس حد تک بدل سکتی ہے تو تم کیا اس کے آرام کا ذرا سا بھی خیال نہیں رکھ سکتے۔ اتنے کنگلے تو تم ہرگز نہیں ہو کہ ایک اے سی نہ افورڈ کر سکو۔ ارے کیسے شوہر ہو تم' گرمیوں کی راتوں میں تمہاری بیوی بے چین پھرا کرتی تھی اور تم بے خبری کی نیند میں غرق ہوتے تھے۔ اس کی بے چینیاں میں نے دیکھی تھیں' محسوس کی تھیں جب ہی تمہارے ابو جی سے کہہ کر اے سی لگوا دیا کہ کم از کم وہ بچی چین کی نیند سو تو سکے ورنہ تم نے اسے دیا ہی کیا ہے اس گھر میں لا کر.....''

''میں نہیں لایا آپ سب کی وجہ سے آئی ہے وہ اس گھر میں''۔ وہ بات کاٹ گیا۔

''ہاں ہماری وجہ سے آئی ہے مگر ہے تو تمہاری ہی نا اور کیا نہیں کرتی ہے وہ تمہارے لیے۔ بتاؤ مجھے''۔ امی بھی آج ہارنے کے موڈ میں نہیں تھیں۔ ''خیال نہیں رکھتی ہے تمہارا' تمہارے کام نہیں کرتی ہے' تمہارے حقوق ادا نہیں کرتی ہے یا پھر ہمارا احترام نہیں کرتی ہے' ہمیں عزت نہیں دیتی ہے' ہمیں نہیں چاہتی ہے بتاؤ ناں کیا کیا نہیں کرتی ہے وہ تمہاری چاہ میں۔ سدھر جا بیٹا اب بھی وقت ہے۔ اگر وہ معمولی سی لڑکی تمہارے رویوں کی بدولت بکھری ناں تو عمر بھر سمیٹ نہیں سکو گے تم اور نہ ہم اس کے باپ کے سامنے سر اٹھا سکیں گے کبھی جو وہ اپنی نازوں پالی بیٹی ہم جیسے مڈل کلاس لوگوں کو

Scanned with CamScanner

یہ کہہ کر سونپ گیا کہ اس کی بیٹی ہمیں شکایت کا کوئی موقع نہیں دے گی اور اس نے دیا بھی نہیں، شکایتیں تو تم نے پال رکھی ہیں خوامخواہ کی۔ کچھ تو خیال کرو اس کی بے غرض چاہتوں کا، کوئی تو صلہ دو اس کی ان تھک محنتوں کا جو وہ محض تمہاری چاہ میں کیے جا رہی ہے۔ اسے خود سے دور مت کرو بیوا، ساتھ دو اس کا کہ تم ساتھ دو گے جب ہی ناں وہ تمہاری چاہ میں ہم سب کے ساتھ رہ سکے گی عمر بھر"۔ امی جی نے آج اسے لاجواب کر ہی دیا تھا ڈھیروں سوالیہ نشان دے کر۔ جب ہی تو وہ بہت دیر تک کچھ نہ بولا اور جب بولا تو یہ کہ۔

"بھابیاں کیا سوچتی ہوں گی کہ ذرا سی گرمی بڑھی تو اس امیر زادی کے لیے اے سی لگوا دیا گیا۔ وہ بھی تو اس گھر کی بہوئیں ہیں، ان کے لیے کیوں نہیں لگا اے سی؟"

"وہ ایسا کچھ نہیں سوچتیں۔ بہت سمجھدار ہیں وہ تینوں"۔ امی مسکرائی تھیں۔ "اور پھر جیسے ہم ہیں ویسے ہی گھروں سے وہ تینوں بھی آئی ہیں۔ آئین کی طرح الگ نہیں ہیں۔ وہ ہماری طرح عادی ہیں ہر موسم جھیلنے اور برداشت کرنے کی اور ان تینوں نے کوئی ردعمل بھی نہیں ظاہر کیا اے سی لگنے پر بلکہ خوش ہیں یہ کہہ کر جب آئین ہمارے لیے خود کو اتنا بدل سکتی ہے تو ہم کیا اس کے آرام کے لیے اسے ایک اے سی کمرہ نہیں دے سکتے۔ تمہاری طرح سنگدل نہیں ہیں ہم کہ چاہت کو آزمائشوں کی کسوٹی پر پرکھنے بیٹھ جائیں"۔ امی چپ ہوئیں تو وہ بھی چپ ہی رہا دیر تک کچھ نہ بولا تو وہ ہی کہنے لگیں۔

"ہاں اے سی لگوانے کیلیے چند ہزار کم پڑ گئے تھے تمہارے ابو جی کے پاس تو ذیشان نے دیے تھے۔ پیسے تو وہ واپس لے گا نہیں ہاں تم موقع محل کی مناسبت سے اس کے لیے کچھ کر دینا"۔

"کیا کروں؟" وہ پوچھنے لگا۔

"اس کی بڑی بیٹی اس سال اسکول جانے والی ہو جائے گی۔ اس کا ایڈمیشن کرا دینا اچھے اسکول میں سال بھر کی آفس اور دیگر اخراجات کے ساتھ"۔ وہ بولیں۔

"ٹھیک ہے"۔ وہ سر ہلا کر اٹھ گیا تھا۔

"اور سنو میری چہیتی بہو سے لڑنا مت نہ آج نہ اور کبھی"۔ پیچھے سے وہ بولیں تو وہ بے ساختگی سے مسکراتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

☆☆☆

امی کی باتوں نے احساس دلایا تھا کہ وہ غصہ میں کچھ زیادہ ہی ری ایکٹ کر گیا ہے اور نتیجے کے طور پر وہ اس سے بےحد سنجیدگی سے روٹھ چکی تھی۔ اس رات تو وہ اس کے جاگتے رہنے تک بیڈ روم میں آئی ہی نہیں تھی اور اگلی صبح جب وہ جاگا تو وہ کمرے میں نہ دارد۔

"یار یہ تو بہت سنجیدگی سے روٹھ گئی ہے"۔ وہ سوچتا مسکراتا اسے منانے کے جتن میں پہلے ہال میں آیا تو ناشتہ کی میز پر وہ سب کے ساتھ موجود تھی اور بھائی لوگوں کی موجودگی میں اسے مخاطب کرتا

غزل

محمد رضوان انصاری

اہل حق ہے وہ جواب اپنا کھرا دے گا
جھوٹ کو جھوٹ کی اوقات بتا ہی دے گا

جس سے امید کرم میں نے لگا رکھی ہے
کچھ نہ دے گا وہ مگر خواب دکھا ہی دے گا

پیڑ ہمسائے کے آنگن میں لگا ہے لیکن
اک نہ اک پھل مرے آنگن میں گرا ہی دے گا

ہاتھ ظالم کا پکڑنا بڑا مشکل ہے مگر
اک مظلوم اسے نظروں سے گرا ہی دے گا

قید غم میں ہوں مگر اتنا یقین ہے رضوان
میرا خالق مجھے آزاد کرا ہی دے گا

Scanned with CamScanner

اپنی ہی شامت بلاتا تھا سو وہ محض اسے دیکھ کر رہ گیا تھا جو بہت نارمل سے انداز میں سب کے آگے ناشتہ رکھنے کے بعد خود بھی بیٹھ کر ناشتہ کررہی تھی۔

"امی جی میں پاپا کے گھر جانا چاہتی ہوں"۔ دفعتاً وہ بولی تو وہ جو چائے پی رہا تھا تو چائے اس کے حلق میں اٹک سی گئی۔

"ضرور جاؤ بیٹے"۔ امی بھلا منع کرنے والی تھیں۔ بنا کسی سوال کے ان کی پرمیشن گرانٹیڈ تھی۔

"کیوں مگر؟" امی تو نہیں مگر وہ سوال کرگیا۔

"کیوں کیا ہے؟" جواب عمران بھائی کی طرف سے آیا تھا۔ "تمہاری بھابیاں بھی تو جاتی ہیں ناہفتہ پندرہ دن میں میکے تو آمین بھی جائے گی"۔

"ہاں ویسے بھی بہت کم کم جاتی ہے اپنے پاپا کے گھر"۔ روما تائید کرنے لگیں۔

"زیادہ جانا ضروری بھی نہیں ہے"۔ وہ زیر لب بڑبڑایا مگر پاس بیٹھے ذیشان بھائی نے سن لیا تھا۔

"کیوں۔ ایک دن رہ نہیں سکتا بیوی کے بغیر؟"

"آپ رہ سکتے ہیں؟"

"ہاں۔۔ یار چٹکی لے مجھے یہ میں نے کیا سنا؟" ذیشان بہت شوخی سے مسکرائے تھے اور امان نے سچ مچ چٹکی لے لی تھی۔

"مذاق تو سمجھا کرو یار"۔ اور وہ امان کو گھورتے ہوئے اپنا بازو سہلا رہے تھے۔ جبکہ وہ آمین سے کہہ رہا تھا۔

"ابھی کل ہی تو میں چار دنوں کے بعد آیا ہوں اور آج تم جانے لگیں۔ بعد میں کسی اور دن چلی جانا"۔

"جی نہیں۔ آمین آج ہی جائے گی"۔ اس کی بجائے فرح بھابی بولیں۔ "کتنا کہا تھا ہم نے کہ اسے دلی اپنے ساتھ لے جاؤ مگر تم نہ مانے اور اب تمہاری سزا یہی ہے کہ آمین بھی تمہیں ایک دن کے لیے چھوڑ کر جائے"۔

"ہاں اور کیا"۔ زویا اور روما بھابی بھی تائید کرنے لگیں۔

"بھابی آپ لوگ بھی؟" وہ احتجاجاً ہاتھ کا چمچہ پٹخ کر چیخا۔

"ہاں ہم لوگ بھی"۔ روما مسکرائیں۔ "ایک تو ہنی مون پر تم کہیں گئے نہیں دوسرے جب بزنس ٹور پر دلی جانے لگے اور ہم نے کہا کہ آمین کو بھی ساتھ لے جاؤ تو تم نہ مانے اس لیے اب تمہیں تو......"

"بھابی میں تفریح کے لیے نہیں گیا تھا دلی"۔ وہ روما کی بات کاٹ گیا تھا۔

"جو بھی ہو تفریح ہو تو سکتی تھی نا اگر تم چاہتے"۔ زویا بولیں۔

"یار میں تم سے بات کررہا ہوں"۔ وہ چڑ کر اسے گھورنے لگا جو قدرے لاتعلق سی بیٹھی چائے پی رہی تھی۔

"پہلے ہم سے تو نمٹ لو پیارے بعد کو اسے گھورنا"۔ امان بھائی نے کہتے ہوئے اسے دھپ جمادی تھی اور وہ ان کا ہاتھ جھٹک کر چڑچڑے پن سے پیر پٹختا ہوا اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"ایک ذرا غصہ کیا دکھایا محترمہ کے مزاج ہی بگڑ گئے۔ ابھی آئے گی تیار ہونے تب بتاؤں گا"۔ وہ طیش میں بکتا جھکتا آفس جانے کی تیاری میں لگ گیا تھا۔ ساتھ ہی منتظر بھی تھا آمین کی کمرے میں آمد کا مگر وہ نہ آئی اور جب کافی دیر ہوگئی اور اس کا آفس ٹائم بھی ہوگیا تو اسے خود ہی کمرے سے نکلنا پڑا۔ جاتے جاتے اس نے رک کر کچن میں جھانکا تھا۔

"جھانکو مت۔ وہ جاچکی ہے"۔ زویا اسے دیکھ کر قدرے شرارت سے بولیں۔

"کس کے ساتھ گئی میں ہی لے جانے والا تھا نا"۔ وہ قدرے کھسیایا۔

"اس نے فون کرکے اپنے پاپا سے گاڑی منگوائی تھی۔ ابھی تو نکلی ہے یوں بھی وہ بائیک کے سفر سے ڈرتی ہے اور تم مہا کنجوس مکھی چوس افورڈ

digestlibrary.com
Scanned with CamScanner

کر سکتے ہو مگر پھر بھی اس کی سہولت کے لیے ایک فور وہیلر نہیں لے سکتے''۔ فرح بھابی نے جتانا ضروری سمجھا۔

''ہاں سارے قصور میرے ہی ہیں۔ وہ آپ کی چہیتی تو آسمان سے اتری ہے''۔ وہ بھنا کر آگے بڑھ گیا تھا۔

''اس کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا''۔ بھابیوں کی متفقہ رائے تھی۔

شام کو وہ آفس سے لوٹا تو اسے یقین تھا کہ آئمن اسے ہال میں سب کے درمیان موجود ملے گی مگر سب تو تھے بس وہی نہیں تھی۔

''یہ آئی نہیں کیا؟'' وہ سوچتا ہوا کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔ عموماً وہ اپنے پاپا کے گھر جب بھی جاتی اس کے آفس سے لوٹنے سے پہلے واپس آجاتی تھی مگر آج وہ آئی نہیں تھی۔ اس نے آفس سے ہی بے شمار مرتبہ اسے کال کیا تھا مگر اس نے اس کی ایک بھی کال ریسیو نہیں کی تھی۔

''یار ایک موقع تو دو بات کرنے کا۔ تم تو سرے سے میرے سامنے تک ہی نہیں رہی ہو؟''۔ اپنے بیڈ پر دراز وہ سوچوں میں گم تھا۔ لیٹے لیٹے اس نے پھر کئی بار اس کا فون ٹرائی کیا مگر اس نے کال ریسیو نہیں کی۔

''آؤ گی تب بتاؤں گا تمہیں''۔ قدرے جھلا کر فون پرے کر کے وہ اٹھ گیا تھا۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر سب کے ساتھ بیٹھ کر رات کا کھانا کھانے پھر دوبارہ اپنے کمرے کا رخ کرنے تک وہ لوٹی نہیں تھی تب وہ امی سے پوچھنے لگا۔

''امی جی۔ وہ۔ آئمن آئی نہیں ابھی تک؟''۔

''ارے ہاں''۔ امی کو گویا کچھ یاد آیا تھا ''میں تو تمہیں بتانا ہی بھول گئی۔ اس کے پاپا نے دوپہر ہی فون کر کے بتا دیا تھا کہ وہ کچھ دن ان کے ساتھ رہے گی۔ میں نے بھی کہہ دیا جتنے دن چاہے رہ لے یوں بھی شادی کے بعد پہلی بار تو وہ گئی ہے رہنے ورنہ تو صبح جا کر شام کو لوٹ آتی تھی''۔ امی تو

غزل

محمد واثق ندیم

تذکرہ جب عشق کا ہو ذکر آئے ہیر کا
بات جب نکلے غزل کی تذکرہ ہو میر کا

فطرت انساں میں کیسا آگیا ہے اب تضاد
کوئی منکر ہے کوئی قائل یہاں تقدیر کا

تب سمجھ لینا کہ پھر دور جہالت آگیا
تیرگی جب سامنا کرنے لگے تنویر کا

رہ گئے ہیں گمشدہ ہو کر شجاعت کے وہ باب
اور افسانہ ہوا مشہور جوئے شیر کا

لاکھ کوشش توڑنے والوں نے کر کے دیکھ لی
رشتہ ٹوٹا ہی نہیں سچائی سے زنجیر کا

تیرے کہنے اور کرنے میں بلا کا فرق ہے
کیسے پھر ہوگا اثر واعظ تری تقریر کا

حج و قربانی کبھی خالص تھے رب کے واسطے
ہر عمل کے ساتھ اب پہلو جڑا تشہیر کا

وہ سبق ماضی کے تجھ کو یاد کرنا ہیں ندیم
ہر طرف تھا بول بالا جب تری شمشیر کا

بہت اطمینان سے بتا رہی تھیں جبکہ اس کا اطمینان رخصت ہو رہا تھا۔ غصہ آ... لگا تھا جب ہی تو وہ کچھ کہے بنا ہی آگے بڑھ گیا تھا۔

''بوا بات سنو'' معو... نے پکار لیا تھا۔

''جی؟'' وہ رک کر ...ا۔

''تمہارے اور ...بن کے بیچ سب ٹھیک ہے؟'' وہ پوچھ رہی تھیں۔ ذرا سے دکھتی ہوئیں۔

''یہ کیوں پو... آپ نے؟'' وہ طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اس لیے ... کل شام ہی چار دنوں کے بعد

Scanned with CamScanner

digest library.com

گھر لوٹے ہو اور آج وہ اپنے میکے رہنے چلی گئی ہے۔ تمہاری عدم موجودگی میں بھی جا سکتی تھی وہ مگر تمہارے آنے کے بعد گئی۔ اے سی کو لے کر جو اول فول بکا ہے نا تم نے یہ اسی کا نتیجہ ہے جو وہ تم سے دور بھاگ رہی ہے"۔ امی کے تجزیہ پر وہ عش عش کر اٹھا مگر کہا تو صرف یہ کہ..... "ایسا کچھ نہیں ہے امی"۔

"ایسا ہی ہے"۔ امی کو یقین تھا۔ "اور یاد رکھنا ہوا اگر وہ جلد واپس نہ آئی تو میں تمہیں بھی اس گھر میں رہنے نہ دوں گی"۔

"امی جی میں آپ کا بیٹا ہوں۔ آپ کو میری سائیڈ لینی چاہئے یا اس پرائی لڑکی کی"۔ وہ بے حد چڑا۔

"پرائی۔ اچھا؟" امی نے دھموکا جڑ دیا تھا اسے۔ "کتنے ماہ ہو گئے تمہاری شادی کو اور وہ اب تک پرائی ہی ہے۔ خبردار روشان جو پھر ایسی بات کی تو۔ بیٹی ہے وہ میری اور تم سے کم عزیز نہیں ہے سمجھے"۔

"میں ہی برا ہوں"۔ وہ بڑبڑاتا ہوا چلا گیا تھا۔

"یہی سمجھ لو تو کیا برا ہے"۔ امی مسکراتی ہوئی اپنے کمرے کی راہ لے چکی تھیں اور اس نے اپنے کمرے میں آ کر صوفین کو کال کیا تھا۔

"آخاہ۔ بھائی جان کیسے ہیں آپ؟" صوفین نے لپک کر کال ریسیو کی تھی۔

"بھائی کی 'جان' کو اپنے پاس رکھ کر یہ سوال کیوں پوچھ رہی ہو؟" وہ دھیرے سے ہنسا تھا۔

"اوہو"۔ صوفین بھی ہنسی۔

"خیر۔ کہاں ہے وہ تمہاری پاگل بہن۔ فون دو اسے، میری ایک بھی کال ریسیو کیوں نہیں کر رہی ہے وہ؟" وہ کہنے لگا۔

"باجی تو سو گئی ہیں"۔ وہ بولی۔

"اتنی جلدی؟" اسے یقین نہ آیا۔

"جلدی کہاں بھائی جان۔ گیارہ بج رہے ہیں رات کے"۔

"ہوں"۔ وہ محض وال کلاک پر نظر ڈال کر رہ گیا۔

"خیر۔ میں صبح کہہ دوں گی وہ کال کر لیں گی آپ کو"۔ صوفین کہہ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ"۔ اس نے کہہ کر فون آف کر دیا تھا۔ اور جیسا کہ اسے یقین تھا کہ وہ اسے نہ صبح کال کرے گی اور نہ ہی اس کی کوئی کال ریسیو کرے گی تو ویسا ہی ہوا تھا اور وہ دن بھر آفس میں مصروف رہنے کے بعد شام کو آف ہوتے ہی اپنے گھر کی بجائے طفیل حمادی کے گھر آ گیا تھا اسے لینے۔

"کہاں ہے؟" صوفہ پر بیٹھتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔

"باجی تو چلی گئیں"۔ صوفین بولی۔

"کب؟" وہ ٹھٹکا۔

"دوپہر کو ہی"۔ وہ بتانے لگی۔ "انہوں نے کال نہیں کیا آپ کو؟ حالانکہ میں نے کہا بھی تھا۔ ویسے بھی بھائی جان آپ کی بیگم کا دل اب ہمارے اس گھر میں نہیں لگتا ہے۔ پیا کا گھر ہی پیارا لگتا ہے انہیں اب۔ آئی تھیں تو کہہ رہی تھیں ڈھیر سارے دن رہیں گی ہمارے ساتھ مگر دوسرے ہی دن واپس بھاگ لیں۔ میں نے اور پاپا نے کتنا چاہا کہ کچھ دن رہیں گی مگر وہ نہ رکیں۔

"اوکے۔ پھر میں چلوں"۔ وہ ایک دم اٹھ گیا۔

"ایسے کیسے جا سکتے ہیں آپ۔ رکیں، پاپا بھی ہیں، میں بلاتی ہوں مل کر جائیں"۔ صوفین کہتی ہوئی چلی گئی تو اسے بیٹھنا پڑا پھر طفیل حمادی آئے تو ان سے باتوں کے دوران وہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا کہ کہیں اس کی ناراضگی کی خبر ان تک تو نہیں پہنچ گئی مگر وہ کچھ بھی اندازہ نہیں کر سکا تھا۔ نہ صوفین کی باتوں سے نہ ہی طفیل حمادی کے رویوں سے۔ وہ تو حسب سابق بہت محبت و خلوص سے ملے تھے اس سے اور جب وہ گھر آیا تو اسے ہال میں سب کے درمیان موجود پا کر قدرے اطمینان کی سانس لی تھی۔ اور کل اس کے کہ بھائی لوگ کھنچائی شروع

Scanned with CamScanner

کرتے وہ چھوٹتے ہی کہنے لگا تھا۔
"آئین بات سنو ذرا"۔
"کیا ہے؟" وہ اسے دیکھنے لگی۔
"تم چلو میرے ساتھ"۔ کہتا ہوا اس کا ہاتھ زبردستی پکڑ کر اسے کھڑا کرتا ہوا وہ بولا تھا۔
"آہم"۔ بھائی لوگ شرارت سے کھنکارے تھے۔
"یہ میرے بڑے بھائی ہیں دنیا بھر کے بے شرم"۔ وہ قدرے کھسیانا ہو کر انہیں گھورتا ہوا آئین کا ہاتھ تھامے اپنے کمرے کا رخ کر چکا تھا۔
"ہاتھ چھوڑو میرا"۔ کمرے میں آتے ہی وہ بدک کر پرے ہوئی تھی۔
"کیا مصیبت ہے یار۔ سوری تو کر رہا ہوں نا" اسے بانہوں میں جکڑتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔
"چھوڑو۔ مجھے نہیں چاہئے تمہاری کوئی سوری کوئی ایکسکیوز"۔ اس نے سارا زور صرف کرایا تھا مگر اس کی بانہوں کے گھیرے کو توڑ نہ سکی تھی۔
"یار غلطی مان رہا ہوں نا۔ معاف کر دو ناں پلیز"۔
"معافی مانگنے کی تمہیں کیا ضرورت ہے۔ محبت تو میں کرتی ہوں ناں تم سے معافی تو مجھے مانگنی چاہئے کہ روشان بیگ معاف کر دو مجھے کہ چار دن کی گرمی میں محبت کے دعوے سے مکر گئی اور اے سی کی ٹھنڈک میں بیٹھ کر محبت فرمانے لگی"۔ اس کی کہی بات اسی کو لوٹاتے ہوئے وہ بے تحاشہ روئی تھی۔
"آئین پلیز"۔ وہ اسی قدر کہہ سکا۔
"تمہیں کیا؟" وہ روئے گئی۔ "تمہاری چاہ میں میں چاہے جس حد سے گذر جاؤں تم پر کچھ اثر نہیں ہونے والا۔ تم تو بس اسی میں مست رہو کہ تم چاہے گئے ہو؟ تم نے نہیں چاہا کسی کو"۔
"ہاں میں مست ہوں اسی میں کہ میں چاہا گیا ہوں"۔ وہ اس کے آنسو صاف کرتا ہوا کہہ رہا تھا۔ "مگر کیا تم مست نہیں ہو مجھے چاہ کر"۔
"تم نے اتار دی ساری مستی"۔ وہ اس کے ہاتھ جھٹک کر بولی۔
"اوہو"۔ وہ بے ساختگی سے ہنسا تھا۔
"دل جلا کر ہنستے ہو نا تو بہت کمینے لگتے ہو"۔ وہ اس کے سینے پر مکے برسائے گئی۔

غزل

عظیم الدین ساحل
کلم نوری

چہکاریں آ رہی ہیں پرندوں کی کان میں
چند لمحے باقی رہ گئے ہیں اب اذان میں

تقسیم کر رہا ہے وہ اخبار نفرتیں
ہوتا ہے زہر روز ہی اس کے بیان میں

اس کے نظام رزق پر حیران عقل ہے
کیڑوں کو دے رہا ہے غذائیں چٹان میں

ہرگز کریں گے پیش نہ اب گال دوسرا
ان کو جواب دیں گے انہی کی زبان میں

بن جاؤ گے نوالے کسی روز موت کے
تعمیر گھر کرو نہ ندی کی ڈھلان میں

سازش ہمارے قتل کی اپنوں نے ہی رچی
یارو نہ تھا کبھی یہ ہمارے گمان میں

قہر خدا کی اس سے بڑی کیا مثال ہو
بستی زمیں میں دھنس گئی تھی ایک آن میں

دیتے تھے ہاتھ پھیر کے سر پر دعائیں جو
ساحل نہیں بزرگ وہ اب خاندان میں

Scanned with CamScanner

digestlibrary.com

''اور تم بھی ہو ناں تو زندگی سی لگتی ہو''۔ بہت وارفتگی تھی اس کے انداز میں۔

''مجھو نے'' مسکراہٹ چھپانے کے لیے وہ رخ موڑنے لگی تھی مگر اس نے مڑنے نہیں دیا۔

''اوں۔ہوں۔ ان مسکراہٹوں کو چھننے کا حق صرف میرا ہے اور گزشتہ کئی دنوں سے تم نے مجھے اس سے محروم رکھا ہے''۔

''میں نے رکھا یا تم خود ہوئے؟''

''نہ۔ روٹھا کون تھا۔ تم یا میں؟''

''تم''۔ اس کے لبوں پر پھر زندگی مچلی تھی۔

''میں؟'' وہ چونکا اس پر۔

''ہاں تم''۔ وہ ایک دم ہی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔

''اب بتاؤ یوں بول چال بند کر کے پھر میرا جینا دوبھر کر دو گی؟'' اسے تھام کر بیڈ پر بیٹھتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔

''میں نے کیا کیا۔ خود ہی تو بگڑے تھے۔ ایک اپنے ہی کیا لگا' بات کا بتنگڑ بنا گئے تم''۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ''روشان بیگ ابھی صرف دس ماہ ہوئے ہیں ہماری شادی کو پورا سال بھی نہیں گزرا اور تم دس سال پرانے شوہروں کی طرح فون فان کرنے لگے ہو بیوی کے سامنے۔ عمر کیسے گزارو گے پتا نہیں''۔

''میری چھوڑو۔ تم کہو ناں تم کیسے گزارو گی؟'' وہ ہنس رہا تھا۔

''دیکھ ہی لو گے تم۔ کہنے کی کیا ضرورت ہے''۔

''یونہی مجھے چھوڑ کر بھاگ جایا کرو گی پاپا کے گھر''۔ وہ چھیڑ رہا تھا۔

''بھاگ کر بھی کیا ملتا ہے وہاں دل ہی نہیں لگتا ہے میرا۔ تم نے برث ہی اتنا کیا تھا کہ میں''۔ وہ کہتے کہتے چپ ہو کر اسے دیکھنے لگی تھی کہ شاید وہ کچھ کہے گا۔ کوئی دل خوش کن بات۔

''کتنے گفٹ لایا تھا میں تمہارے لیے دل سے اور تم نے کھول کر دیکھے ہی نہیں''۔ وہ چڑ سنا چاہتی تھی وہ اس کے برعکس کہہ رہا تھا۔

''تم نے دیے کب جو دیکھتی میں''۔ اس کا منہ بن گیا۔

''سب میرے ٹریول بیگ میں تو رکھے تھے۔ خالی تو تم نے ہی کیا تاناں بیگ اور گفٹ پیک دیکھنے کی بجائے اٹھا اٹھا کر الماری میں ٹھونس دیا تھا''۔

''مجھے کیا پتا میرے لیے لائے ہو''۔

''نہ تو کس کے لیے لاتا؟'' اس نے گھورا۔

''میں کیا جانوں اور کس کے لیے لاتے''۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی اس آس پر کہ وہ کہے گا 'تمہارے لیے صرف تمہارے لیے! کوئی امید' کوئی یقین' کوئی دل خوش کن بات کہے گا وہ۔

''ہوں''۔ اور وہ کچھ کہنے کی بجائے محض مسکرایا تھا۔

''مجھ ہی ہو روشان بیگ۔ مشکل ترین''۔ وہ قدرے افسردگی سے سوچتی ہوئی اس کے کندھے سے پیشانی ٹکا گئی تھی۔

☆☆☆

رات میں نجانے کیوں نیند اچانک اچٹ گئی تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھا تو بیڈ پر آمین کی غیر موجودگی کا احساس ہوا۔

''آمین کہاں ہو؟'' وہ بیٹھے بیٹھے ہی پکارنے لگا مگر جواب ندارد۔

''کہاں چلی گئی یہ؟'' کمرے کے داخلی دروازے کا کھلا ہوا لاک دیکھ کر وہ سلیپنگ گاؤن پہنتا ہوا بیڈ سے اتر گیا تھا۔ کمرے سے باہر نکل کر راہداری سے ہال میں جھانکا۔ پورا ہال نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس نے چھت کی جانب نگاہ کی تو چھت پر ہلکی سی روشنی نظر آئی تھی۔ چھت کا کوئی بلب روشن تھا شاید۔

''چھت پر تو نہیں بیٹھی ہے جا کر۔ اب کا ہے کی بے چینی و بے آرامی ہے۔ اب تو کمرے میں اسے کی آن ہوتا ہے پھر بھی۔ عجیب لڑکی ہے یہ

Scanned with CamScanner

digest library.com

بھی اتنی رات گئے چھت پر جانے کی کیا تک ہے بھلا؟" وہ بڑبڑاتا ہوا چھت پر جانے والے زینے طے کررہا تھا۔ چھت پر قدم رکھے ہی تھے کہ وہ اسے نظر آ گئی تھی روما بھابی کے ساتھ بیڈ کے صوفہ پر بیٹھی ہوئی۔

"بھابی میں پریگنینٹ ہوں"۔ وہ اسے پکارنے ہی جارہا تھا کہ اس کی آواز پر منہ کھلا ہی رہ گیا تھا۔

"یہ تو خوشی کی بات ہے ہنی۔ تم رو کیوں رہی ہو"۔ روما بھابی اسے پیار سے ہنی ہی کہتی تھیں اور اب بھی بڑی محبت سے اس کا سر کندھے سے لگائے سہلاتی ہوئی کہہ رہی تھیں اور وہ ان کے پیچھے قدرے فاصلہ پر کھڑا دیکھ اور سن رہا تھا۔

"ہاں بات تو خوشی کی ہے مگر پتا نہیں کیوں میں خوش نہیں ہو پا رہی"۔ وہ یقیناً بے آواز رو رہی تھی۔ وہ اس کی آواز میں آنسوؤں کی نمی صاف محسوس کر رہا تھا۔

"روشان کو بتایا تم نے؟" بھابی پوچھ رہی تھیں۔

"نہیں"۔

"کیوں؟"

"بتانا چاہتی تھی مگر بتا نہ سکی"۔

"کیوں مگر؟"

"ڈر لگتا ہے بھابی اس کے رویوں سے۔ پتا نہیں کیسا ری ایکٹ کرے"۔ وہ دھیرے سے بولی تھی۔

"کیسا ری ایکٹ کرے گا پگلی۔ خوش ہی ہوگا ناں"۔

"پتہ نہیں بھابی۔ خوش ہوگا یا......" اس نے بات پوری نہیں کی تھی۔

"وہ خوش ہی ہوگا ہنی تم اسے ضرور بتاؤ۔ جس طرح ماں بننے کا احساس عورت کے لیے انمول ہوتا ہے اسی طرح باپ بننے کا احساس مرد کے لیے انمول ہوتا ہے"۔ بھابی دھیرے دھیرے اس کا سر سہلاتی ہوئی کہہ رہی تھیں۔ "امی جی کو بتایا تم نے؟"

"نہیں۔ صرف آپ کو بتایا ہے"۔

"مجھے بھی نہ بتاتیں تم اگر میں اتفاقاً یہاں نہ آتی اور تمہیں روتے نہ دیکھ لیتی تو"۔ بھابی بولیں تو وہ خاموش ہی رہی۔ "تمہیں ڈر کس بات کا ہے۔ کیا وہ نہیں چاہتا ہے تمہیں"۔

"چاہت ہی کا تو یقین نہیں دیتا ہے بھابی وہ"۔

"تم اس کے بچے کی ماں بننے جا رہی ہو پھر بھی بے یقین ہو اس کی چاہتوں سے؟"

"اس کا ساتھ اس کا قرب مجھے سکون بخشتا ہے بھابی مگر وہ احساس میں کھوجتی ہی رہ جاتی ہوں کہ اسے مجھ سے محبت ہے"۔

"محبت ہے ہنی جب ہی تو تم ہو اس کی زندگی میں"۔

"ہاں مجھے محبت ہے اس سے اس لیے میں ہوں اس کی زندگی میں"۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "پتا ہے بھابی میرے سارے ددھیالی رشتہ دار سوتیلے ہیں۔ میرے پاپا دادا جان کی پہلی بیوی سے تھے اور دادا جان کی دوسری بیوی نے کبھی پاپا کو سگا سمجھا بھی نہیں وہ سدا سوتیلے ہی رہے حالانکہ پاپا نے اپنی شادی کے بعد مما کے ساتھ بہت کوششیں کیں دادی وغیرہ کے ساتھ رہنے کی مگر کسی نے انہیں برداشت نہیں کیا۔ میری مما کے ساتھ دادی وغیرہ نے بہت برا سلوک کیا ہر ہر طرح سے انہیں زک پہنچانے کی کوشش کی پھر بھی پاپا کی خاطر مما برداشت کرتی رہیں۔ ہر ممکن کوشش کر ڈالی فیملی میں رہنے کی مگر وہ نہ رہ سکیں۔ دادی وغیرہ کے ناروا رویے اور سلوک دیکھ کر پاپا کو خود ہی مما کو لے کر ان سب سے الگ ہونا پڑا حالانکہ وہ فیملی میں رہنا چاہتے تھے۔ میری پھر چار سال بعد صوفین کی پیدائش پر مما چل بسیں۔ اس وقت بھی پاپا نے بہت چاہا کہ وہ سب کے ساتھ رہیں مگر انہیں کسی نے قبول نہیں کیا اور پاپا کو ہم

Scanned with CamScanner

دونوں بہنوں کے ساتھ تنہا ہی جینا پڑا۔ فیملی میں رہنے کی خواہش کے باوجود اور جب ہم بہنیں بڑی ہوئیں تو پاپا کے منہ سے اکثر سنا کہ وہ ہمیں جوائنٹ فیملیز میں بیاہیں گے۔ پاپا کی اس خواہش پر میں اور صوفین بہت ہنستی تھیں مگر جب میری شادی ہوئی اور میں یہاں آپ لوگوں کی فیملی میں آئی تب میں نے جانا کہ پاپا ہمیں جوائنٹ فیملی میں کیوں بیاہنا چاہتے تھے۔ دراصل وہ رشتوں کے معاملے میں بہت تشنہ تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ ان کی تشنگی ہمارے حصہ میں بھی آئے۔ وہ ہم بہنوں کو ہر وہ رشتہ اور پیار دینا چاہتے تھے جو وہ خود پانے میں ناکام رہے تھے۔ اور آج جبکہ میں آپ سب سے محبتیں سمیٹ کر خوش ہوں تو اپنے پاپا کو بہت مطمئن پاتی ہوں۔ حالانکہ میرا کوئی ارادہ نہیں تھا جوائنٹ فیملی کا حصہ بننے کا۔ میں نے تو پاپا سے صاف کہہ دیا تھا کہ میں روشان کو پسند کرتی ہوں اور شادی بھی اسی سے کروں گی اور یہ تو محض اتفاق تھا کہ پاپا دادا جی سے ملے اور روشان بیگ کو میرے لیے پسند کیا اور جب میں نے جان لیا کہ پاپا کا روشان وہی ہے جو میری پسند ہے تو پھر میں نے بھی ہامی بھرنے میں دیر نہ کی۔ پاپا خوش تو بہت تھے لیکن قدرے فکر مند بھی تھے کہ میں جوائنٹ فیملی وہ بھی مڈل کلاس میں کیسے ایڈجسٹ کر پاؤں گی مگر میں نے پاپا کو یقین دلایا کہ میں ضرور ایڈجسٹ کرلوں گی اور کبھی بھی انہیں شکایت کا موقع نہ دوں گی اور نہ ہی اپنے ددھیال والوں کو یہ کہنے کا موقع دوں گی کہ "طفیل کی بیٹی کو فیملی میں رہنے کا ڈھنگ نہیں ہے"۔ دادی اکثر یہ طعنہ پاپا کو دیتی تھیں کہ جس انداز میں پاپا نے ہم بہنوں کی تربیت کی تھی تو دادی برملا کہتی تھیں کہ ہم کسی بھری پری فیملی میں ٹک نہیں پائیں گی۔ صوفین کا تو مجھے نہیں پتا بھابی لیکن میں ٹک گئی ہوں۔ ایڈجسٹ کرلیا ہے ناں میں نے اپنی فیملی میں؟" وہ چپ ہو کر روما کو دیکھنے لگی تھی۔

"ہاں بہت اچھی طرح سے تم نے خود کو ایڈجسٹ کیا ہے۔ آج تمہاری مما ہوتیں تو بجا طور سے فخر کرتیں تم پر کہ تم ایک مثالی بیٹی ہو، بہو ہو، بیوی ہو"۔ روما پیار سے کہہ رہی تھیں۔

"بیٹی اور بہو تک تو ٹھیک ہے بھابی، بیوی میں مثالی نہیں ہوں"۔ وہ دھیرے سے بولی تھی۔

"تم بے شک ہو نہ۔ میں کہہ رہی ہوں نا"۔

"وہ تو نہیں کہتا ناں بھابی جس کی بیوی ہوں"۔ اس کی آواز میں حسرتیں پنہاں تھیں۔

"کہے گا وہ ایک دن۔ دیکھنا تم"۔ وہ دلاسہ دے رہی تھیں۔

"کب بھابی۔ اس کی چاہ میں میں نے اپنا آپ مٹا ڈالا اور وہ بس رشتہ نباہ رہا ہے"۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "سال بیت گیا بھابی وہ نہ میری کسی تبدیلی پر چونکتا ہے، نہ ری ایکٹ کرتا ہے۔ پتا ہے آپ کو اس کی ایک جھلک پانے کے لیے میں دن بھر کالج میں خوار ہوتی تھی۔ وہ نظر آجاتا تھا تو لگتا تھا میری رگوں میں زندگی رواں ہوگئی ہے۔ بہت سادہ اور اسمارٹ تھا وہ، شریف اتنا کہ کبھی کسی لڑکی کی طرف ارادتاً نظر نہیں ڈالتا تھا اور اس کی یہی خوبی مجھے اس تک کھینچ لے گئی۔ پہلے تو شرارتاً میں اسے ستاتی رہتی کہ وہ اگر لفٹ دے گا تو میں اس کے ساتھ فلرٹ کروں گی مگر فلرٹ کرنے کے چکر میں اسے سچ مچ چاہ بیٹھی اور جب چاہنے لگی تو پھر اس کے پیچھے ہی لگ گئی مگر وہ بندہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ باتیں تو اس نے ڈھیروں کرلیں۔ مجھ سے لیکن کبھی میری چاہت کی پذیرائی نہیں کی اور آج بھی وہ ویسا ہی ہے۔ کہتا ہے مجھے اس کی چاہ ہے تو میں ہی بدلوں کی خود کو وہ نہیں اور میں نے بدل لیا ہے خود کو۔ کیا نہیں بدلا ہے بھابی؟"۔

"ہاں۔ تم یکسر بدل گئی ہو، پہلے جیسی آئین تو ہو ہی نہیں"۔ بھابی بولیں۔

"پھر وہ کیوں نہیں آتا ہے میرے پاس، کیوں نہیں کہتا ہے کہ اس کی چاہتیں اس کی وفائیں میرے لیے ہی ہیں"۔ وہ کہہ رہی تھی۔

Scanned with CamScanner

"آمین۔ پاگل ہو تم بالکل۔ بس اب چپ کر جاؤ کتنا روؤ گی"۔

"بس آج رو لینے دیں بھابی۔ آج کے بعد کبھی نہیں روؤں گی وہ آپ کا دیور رلائے گا تب بھی نہیں کہ میرے بچے کی صحت متاثر ہوگی میرے رونے سے۔ بس اب میں اپنے بچے کے لیے جیوں گی اور خوش رہوں گی"۔ وہ شاید مسکرائی تھی اور دور کھڑے روشان نے محسوس کر لی تھی اس کی مسکراہٹ۔

"ہوں۔ چلو اب اٹھو رات کافی بیت چکی ہے چلو کر سو جاؤ اور روشان کو ضرور بتا دینا کہ تم ریلیکس ہو۔ بیوقوف لڑکی اتنی باتیں جو مجھ سے کیں اس سے کرتیں تو کیا وہ اس قدر ستاتا تمہیں؟" روما بھابی اسے ڈانٹ رہی تھیں۔

"اس سے کیا بات کرتی وہ تو اسی پر اتراتا ہے کہ میں چاہتی ہوں اسے اور اس کے لیے بدل گئی ہوں تو کونسا کمال کر دیا ہے؟"

"خیر۔ خیر۔ چلو اٹھو جاؤ اب"۔ بھابی نے کہتے ہوئے اپنے کندھے پر ٹکا اس کا سر ہٹایا تو وہ تیزی سے پلٹ کر زینہ طے کر کے اپنے کمرے میں چلا آیا تھا۔ چند منٹ بعد ہی آمین بھی کمرے میں داخل ہوئی تھی اور وہ بیڈ پر آنکھیں بند کیے پڑا اس کی موجودگی محسوس کر رہا تھا۔

"پاگل لڑکی"۔ خود کو سوتا ظاہر کرنے کے لیے وہ کروٹ بدل گیا تھا۔

☆☆☆

صبح حسب معمول وہ بیدار ہوا تھا اور اٹھتے ساتھ اسے دیکھا تھا جو خلاف معمول سو رہی تھی ورنہ تو شادی کے ابتدائی چند دنوں کو چھوڑ کر وہ ہر صبح اس سے پہلے بستر چھوڑ دیا کرتی تھی مگر آج وہ سوئی پڑی تھی اور اس نے بھی اسے جگانے کی بجائے باتھ روم کی راہ لی تھی۔ اس کے تیار ہو کر نکلنے تک وہ سو رہی تھی۔

"رات نہ جانے کب تک جاگتی رہی ہوگی؟"

مخصوص اعمال جو مخصوص مصیبتوں سے نجات دلا دیتے ہیں

حضرت ابو عبداللہ حکیم ترمذیؒ نے اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں یہ بات ذکر کی ہے کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے عجیب باتیں دیکھیں، دیکھا کہ میرے ایک امتی کو عذاب قبر نے گھیر رکھا ہے آخر اس کے وضو نے آ کر اسے چھڑا لیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ شیطان اسے وحشی بنائے ہوئے ہیں لیکن ذکر اللہ نے آ کر اسے خلاصی دلوائی۔ ایک امتی کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اسے گھیر رکھا ہے تو اس کی نماز نے آ کر اسے بچا لیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ پیاس کے مارے ہلاک ہو رہا ہے جب حوض پر جاتا ہے دھکیلے لگتے ہیں اس کا روزہ آیا اور اس نے اسے پانی پلا دیا اور آسودہ کر دیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ چاروں طرف سے اسے اندھیرے گھیرے ہوئے ہے اور اوپر نیچے سے بھی وہ اسی میں گھرا ہوا ہے کہ اس کا حج اور عمرہ آیا اور اسے اس اندھیرے میں سے نکال کر نور میں پہنچا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ وہ مومنوں سے کلام کرنا چاہتا ہے لیکن وہ اس سے بولتے نہیں اسی وقت صلہ رحمی آئی اور اعلان کیا کہ اس سے بات کرو، چنانچہ وہ بات چیت کرنے لگے، ایک امتی کو دیکھا کہ وہ اپنے منہ پر سے آگ کے شعلے ہٹانے کو ہاتھ بڑھا رہا ہے اتنے میں اس کی خیرات آئی اور اس کے منہ پر پردہ اور اوٹ ہوگئی اور اس کے سر پر سایہ بن گئی۔

وہ سوچتا مسکراتا اسے ڈسٹرب کیے بغیر فجر کی نماز کے لیے نکل گیا تھا۔

"آمین جاگی ہے یا......؟" اور جب وہ فجر

digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

پڑھ کر لوٹا تو روما بھابی اسے برآمدے میں ہی مل گئی تھیں۔

"میرے جانے تک تو سو رہی تھی' اب پتا نہیں"۔ وہ بولا۔

"اگر سو رہی ہو تو جگانا نہیں اسے"۔ وہ جانے کے لیے آگے بڑھا تو وہ کہنے لگیں۔ "رات دیر تک جاگتی رہی ہے' خبر ہے تمہیں؟"۔

"جی"۔ وہ فقط اسی قدر کہہ سکا تھا۔

"رات تم چھت پر موجود تھے' تھے ناں؟" وہ اب مسکرائی تھیں اور وہ کچھ کہنے کی بجائے نظریں پھیر گیا تھا۔

"کب تک اسے آزمائشوں کی سولی پر لٹکا کر رکھو گے روشان؟"

"بھابی پلیز"۔ وہ قدرے خفیف سا ہوا تھا"۔ میں نے اسے کسی آزمائش میں نہیں ڈالا وہ خود ہی پڑ گئی مجھ سے شادی کر کے"۔

"چلو مانا تم نے نہیں ڈالا مگر اسے آزمائشوں سے نکالنے کی سعی بھی تو نہیں کی نا"۔ وہ یقیناً اس سے بحث کے موڈ میں تھیں اور اسی کے انتظار میں برآمدے میں کھڑی تھیں کہ وہ آئے تو اسے آڑے ہاتھوں لیں۔

"اس نے کبھی کہا ہی نہیں"۔

"ہر بات کہنے کی نہیں ہوتی روشان' کچھ باتیں محسوس کرنے کی بھی ہوتی ہیں"۔ وہ کہنے لگیں۔

"جس طرح وہ تمہارے کہے بغیر تمہاری بہت سی ضروریات محسوس کر لیتی ہے اور انہیں پورا کرنے کی سعی کرتی ہے اسی طرح تم بھی اس کی بہت سی ضروریات اس کے کہے بغیر محسوس کر سکتے ہو ناں' کرتے ہو یا نہیں؟"

"کرتا ہوں نا بھابی"۔ وہ پھر مسکرایا تھا۔ اور پر اس اب سے اس کے کہے بغیر اس کی ساری ضروریات پوری کروں گا میں' اسے وہ ساری سہولیات بھی دوں گا جو میں افورڈ کر سکتا ہوں اور جن کے ساتھ وہ ایڈجسٹ نہیں کر پا رہی"۔

"ہوں۔ اسے احساس دو کہ تم بھی چاہتے ہو اسے' محض رشتہ نہیں نبھا رہے ہو"۔ وہ بھی مسکرائی تھیں اور وہ اثبات میں سر ہلا کر اندر چلا گیا تھا۔

اپنے کمرے میں آیا تو دیکھا وہ ہنوز سو رہی تھی تب وہ طویل سانس لے کر مسکراتا ہوا خود بھی اس کے بازو میں لیٹ گیا تھا۔

"سو واٹ۔ ناممکن کو ممکن کرنا جانتی ہوں میں"۔ جانے کیسے اسے اس کی کہی ایک پرانی بات یاد آ گئی تھی۔

"ناممکن کو ممکن تو کر ہی چکی ہو تم میری جان"۔ ایک کہنی کے بل دراز ہو کر وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ "میری فیملی کا ہر فرد تمہیں پسند کرتا ہے اس حد تک کہ تمہاری ذرا سی تکلیف پر ہر کوئی تڑپ اٹھتا ہے اور بے جھجک میری کلاس لے ڈالتا ہے اور یہی تو میں چاہتا تھا کہ میری فیملی کا ہر فرد مجھ سمیت تمہیں چاہے اور تم بھی سب میں گھل مل جاؤ' اس قدر کہ تمہاری خاطر میرے اپنے مجھ سے لڑ جائیں"۔ سوچوں میں گم بے خیالی میں وہ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا اسے جگا چکا تھا۔

"اوگاڈ"۔ کمرے میں اترتی دھوپ کا احساس پاتے ہی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا؟" وہ پوچھتا ہوا خود بھی بیٹھ گیا تھا۔

"اتنی دیر تک میں سوتی رہی' مجھے جگایا کیوں نہیں؟" کھلے بالوں کو سمیٹتی ہوئی وہ بیڈ سے اترنے لگی تھی مگر اس نے اترنے نہیں دیا۔

"سمیٹو نہیں' یونہی کھلے رہنے دو"۔ اسے سمیٹتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔

"چھوڑو ناں۔ میں ویسے ہی بہت لیٹ ہو چکی ہوں"۔ وہ کسمسائی۔

"کہاں سے لیٹ ہو رہی ہو' کالج وغیرہ جاتی ہو کیا؟" وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

"ناشتہ بنانا ہے"۔ وہ اسے گھور کر بولی تھی۔

"بھابیاں بنائیں گی ملکر بنا بھی چکی ہوں

Scanned with CamScanner

غزلیں

(منور رانا)

جب بھی دیکھا میرے کردار پہ دھبہ کوئی
دیر تک بیٹھ کے تنہائی میں رویا کوئی

لوگ ماضی کا بھی اندازہ لگا لیتے ہیں
مجھ کو تو یاد نہیں کل کا بھی قصہ کوئی

بے سبب آنکھ میں آنسو نہیں آیا کرتے
آپ سے ہوگا یقیناً مرا رشتہ کوئی

یاد آنے لگا اک دوست کا برتاؤ مجھے
ٹوٹ کر گر پڑا جب شاخ سے پتہ کوئی

بعد میں ساتھ نبھانے کی قسم کھا لینا
دیکھ لو جلتا ہوا پہلے پتنگا کوئی

اس کو کچھ دیر سنا لیتا ہوں روداد سفر
راہ میں جب کبھی مل جاتا ہے اپنا کوئی

کیسے سمجھے گا بچھڑنا وہ کسی کا رانا
ٹوٹتے دیکھا نہیں جس نے ستارہ کوئی

گی"۔ وہ پھر مسکرایا تھا۔ "آج تم یہیں مت جاؤ بس میرے پاس رہو اور محسوس کرو مجھے"۔

"تمہیں محسوس کرنے کے لیے مجھے تمہارے قرب کی ضرورت نہیں پڑتی روشان بیگ" میں تو فاصلوں سے بھی تمہیں محسوس کر لیتی ہوں"۔ زندگی پھر مسکرائی تھی اس کے لبوں سے۔ کتنی خوبصورت بات کہہ دی تھی اس نے وہ تو بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔

☆☆☆

آئین اور روما بھابی کی باتیں وہ سن چکا تھا پھر بھی منتظر تھا کہ آئین اسے خود اپنے پریگننٹ ہونے کے بارے میں بتائے گی لیکن ایک ایک کر کے بہت سے دن گذر گئے تھے مگر آئین نے اس سلسلہ میں اس سے کوئی بات نہیں کی تھی اور اس روز بھی اپنے کمرے میں بظاہر کسی کتاب کو پڑھنے میں مصروف وہ شعوری طور پر منتظر تھا کہ وہ اپنی پریگننسی کے بارے میں کچھ کہے گی مگر وہ کچھ کہنے کی بجائے ادھر ادھر کی باتیں کرتی ہوئی وارڈ روب کو نئے سرے سے سیٹ کرنے میں مصروف تھی۔

"یہ کب مجھے بتائے گی کہ میں باپ بننے والا ہوں۔ بتائے گی بھی یا امی وغیرہ سے پتا چلے گا مجھے؟" بالآخر تنگ آ کر اس نے کتاب بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی تھی اور اسے دیکھنے لگا تھا جو سعدیہ آپا سے متعلق کوئی بات کہتے کہتے ایک دم ہی منہ پر ہاتھ رکھ کر واش روم کی طرف جاتے بھاگی تھی۔

"ہوں"۔ وہ بے ساختگی سے مسکراتا ہوا سیدھا ہو بیٹھا تھا اور جب وہ واپس کمرے میں آئی تو پوچھنے لگا۔

"کیا ہوا؟" وہ بنظر غائر اسے دیکھ رہا تھا جو قدرے نڈھال سی آ کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

"آئین۔ تم ٹھیک ہو؟" وہ ایک دم ہی اس کے ہاتھ تھام گیا تھا جو قدرے سرد ہو رہے تھے۔

"ہاں"۔ وہ دھیرے سے کہہ کر لیٹ گئی تھی۔

"مجھے ٹھیک نہیں لگ رہیں تم۔ طبیعت خراب ہے؟" وہ اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے پوچھ رہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں روشان بیگ"۔ وہ بولی تھی۔

"ٹھیک ہو تو پھر قے کیوں ہوئی تمہیں؟"

digest library.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

"شام میں ناشتہ زیادہ ہوگیا تھا شاید اس لیے؟" وہ بولی اور وہ بالآخر چڑ ہی گیا۔

"ناشتہ زیادہ ہوگیا یا تم مجھے بتانا نہیں چاہتی ہو۔ حسب سابق اپنی تکلیف کا سارے میں ڈھنڈورا پیٹو گی پھر میں امی یا کسی اور سے سنوں گا' تم خود کچھ نہیں پھوٹو گی منہ سے"۔

"ڈھنڈورا کہیں پیٹتی ہوں میں"۔ وہ بھی چڑ کر اٹھ بیٹھی تھی۔ "امی بنا کہے میری تکلیف جان لیتی ہیں' وہی دوسروں سے بھی کہہ دیتی ہیں تو میں کیا کروں؟"

"تو پھر ٹھیک۔ میں امی سے ہی جاکر پوچھتا ہوں تمہاری طبیعت"۔ وہ کہہ کر اٹھنے لگا تھا کہ معاً وہ ہاتھ تھام گئی تھی۔

"روشان بیگ اتنے بھولے تم ہو نہیں جتنا ظاہر کر رہے ہو۔ عقل کے ناخن لے لو اب کیونکہ باپ بننے والے ہو تم"۔ اس کے لبوں پر زندگی مسکرائی تھی۔

"اب بھی نہ بتاتیں' میں امی سے سن لیتا ناں"۔ وہ ایک دم ہی اسے اپنی جانب کھینچتا ہوا مسکرایا تھا۔ "اتنے دن لگا دیے بتانے میں۔ میں کب سے منتظر تھا تمہارے منہ سے سننے کا حالانکہ روما بھابی نے بتا دیا تھا مجھے"۔

"بھابی نے بتایا یا تم نے خود سنی تھیں ہماری باتیں؟"

"یہی سمجھ لو"۔ وہ دھیرے سے ہنس دیا۔ کیا سوچتی ہو میرے بارے میں' آئی مین کیسا ہوں میں؟" بہت غیر متوقع سوال تھا اس کا اس لیے وہ حیران سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"بس جاننا چاہتا ہوں میں' بتاؤ ناں"۔

"تم اچھے ہو' بہت اچھے ہو"۔

"جھوٹ"۔ وہ نفی میں سر ہلا کر مسکرایا تھا۔ "اچھا نہیں ہوں میں اگر ہوتا تو تمہیں آزمائشوں سے دوچار کیوں کرتا"۔

"آزمائشیں میں نے خود چنی تھیں روشان بیگ"۔

"ہاں مگر ان آزمائشوں کو میں ختم کر سکتا تھا مگر کیا نہیں"۔ وہ کہنے لگا۔ "تم بخوبی ایڈجسٹ کر رہی تھیں میرے گھر میں میری فیملی کے ساتھ اور بہت سی سہولیات میں تمہیں دے سکتا تھا مگر میں نے دیں نہیں' بلکہ میں سنگ دل بن گیا' یہ کہہ کر تمہیں تنہا چھوڑ دیا کہ محبت تم نے کی ہے اس لیے بدلنا بھی تمہیں ہی ہوگا حالانکہ مجھے تمہارا ساتھ دینا چاہیے تھا"۔

"تم میرے ساتھ ہی تو ہو روشان بیگ" وہ سدا اسے اس کے پورے نام سے ہی مخاطب کرتی تھی اور اس کے منہ سے اپنا نام سننا اسے بہت اچھا بھی لگتا تھا۔

"میں کہاں ہوں تمہارے ساتھ اگر ہوتا تو امی جی کی بجائے تمہاری بے چینیاں میں محسوس کرتا' لیکن میں نے تو برعکس کیا۔ بہت ہرٹ کیا ہے نا میں نے تمہیں؟"

"اب خود ہی اعتراف کر رہے ہو تو میں بھی اقرار ہی کروں گی"۔ وہ مسکرائی تھی۔

"تو کہہ دو ناں کہ میں بہت برا ہوں۔ اچھا شوہر نہیں بن سکا تمہارا"۔ وہ بولا۔

"تم برے نہیں ہو۔ بس مغرور تھے یہ جان کر کوئی تمہیں اس قدر چاہتا ہے کہ تمہاری خاطر اپنا معیار زندگی تک بدل سکتا ہے"۔

"اور میں جو کہوں کہ یہی غرور میں تمہیں دینا چاہتا ہوں تو؟" وہ ذرا سا ذرا مسکرایا تھا۔

"کیا!" وہ پل بھر کو حیران ہوئی تھی پھر سر جھٹک کر مسکرائی تھی۔ "یہ غرور تو سدا سے میرے پاس ہے روشان بیگ"۔

"یعنی میں خواہ مخواہ معافی تلافی کی کوشش کر رہا ہوں"۔ اس نے آنکھیں دکھائیں۔

"معافی نہیں مانگو صرف تلافی کرو اپنی وفائیں میرے نام کر کے"۔

Scanned with CamScanner

digest library.com

"یہ تو میں کب سے کر چکا میری جان"۔ وہ بے ساختگی سے ہنسا تھا۔ "کبھی کہا نہیں مگر آج کہتا ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے اور میں تمہیں اپنی ساری وفائیں دیتا ہوں"۔

"پھر سے کہو"۔ وہ سرشار سی آنکھیں موند کر بولی تھی اور اس نے دہرایا تھا۔

"مجھے تم سے محبت ہے اور میں تمہیں اپنی ساری وفائیں دیتا ہوں"۔

"اور کہو کہتے رہو روشان بیگ"۔ اس کی بند پلکوں سے آنسو بڑی روانی سے پھسلے تھے۔

"پاگل سی دیوانی لڑکی"۔ اسے خود میں سموئے وہ مسکرایا تھا۔ "رونے کی کوئی تک ہے بھلا"۔

"میں کہاں رو رہی ہوں"۔ وہ کہنے لگی۔ "میں اب کبھی نہیں روؤں گی تم رلاؤ گے تب بھی نہیں۔ پتا ہے کیوں؟

"کیوں؟"

"کیونکہ میں پریکٹیٹ ہوں اور پریگننسی کے دوران رونا دھونا مچا کر رونی صورت والا بچہ ہرگز نہیں پیدا کرنا چاہتی میں"۔

"پر کیسا بچہ چاہتی ہو؟" وہ بے ساختگی سے پوچھ بیٹھا۔

"تم جیسا مغرور سا"۔

"اوں۔ ہوں تم جیسی دیوانی سی"۔

"نہ۔ تم سا مغرور سا ہوگا۔ بس"۔

"نہ تم سا نہ مجھ سا بلکہ ہم سا۔ ہے نا"۔ وہ جھکا تھا اس پر۔

"روشان کھانے کے لیے آجاؤ آئین سمیت"۔ اسی پل دروازے پر دستک کے ساتھ رومانا بھابی کی آواز بھی آئی تھی۔

"کیا بروقت انٹری ماری ہے ظالم سماج نے"۔ اس نے برا سا منہ بنایا تھا جبکہ وہ ہنستی ہوئی اسے پرے دھکیل کر بیڈ سے اتر گئی تھی۔

"تمہیں اتنی جلدی کیا پڑی ہے کھانے کی بھابی آواز دے کر جا چکی ہیں یار رکو نا سنو تو سہی"۔ کہتا رہ گیا تھا اور وہ ہنستی ہوئی اسے انگوٹھا دکھا کر کمرے سے نکل گئی تھی۔

●●●

سنہرے موتی

☆ کامیابی بازاروں میں نہیں بکتی بلکہ انسان اسے اپنے عزم و حوصلے اور لگن سے حاصل کرتا ہے۔

☆ ایسی شہرت سے گریز کرو جو کسی کو عزت دے کر ذلت و رسوائی کے اندھے کنویں میں پھینک دے۔

☆ زندگی بہت حسین ہوتی ہے لیکن بعض اوقات انسان خود اسے اپنے ہاتھوں سے انتہائی بدصورت بنا دیتا ہے۔

☆ ہر نئی چیز اچھی معلوم ہوتی ہے مگر دوستی جتنی پرانی ہو اتنی عمدہ اور مضبوط ہوتی ہے۔

☆ زیادہ باتونی شخص کام کی طرف کم توجہ دیتا ہے۔

☆ کامیابی کا زینہ ناکامیوں کی سیڑھیوں سے مل کر بنتا ہے۔

☆ وقت ضائع کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھو کہ وہ بھی تمہیں ضائع کر رہا ہے۔

☆ لگن کے بغیر کسی میں بھی ذہانت پیدا نہیں ہو سکتی۔

☆ علم کے بغیر آدمی ایک اندھے کی مانند ہے۔

☆ وہ آدمی کامل مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

☆ لوگ اپنی ضروریات پر غور کرتے ہیں قابلیت پر نہیں۔

☆ دل کا سکون صرف اور صرف سچائی سے ملتا ہے۔

☆ امن چاہتے ہو تو کان اور آنکھ استعمال کرو لیکن زبان بند رکھو۔

Scanned with CamScanner